SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 12, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty two minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمان الرحيم

قل يعبادى الذين اسرفوا على انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ۔
ان الله يغفرالذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم ۔ و انيبوا الى
ربكم و اسلموا له من قبل لن ياتيكم العذاب ثم لا تنصرون ۔

(سورہ الزمر ۔ آیات ۵۳ ۔ ۵۴)

ترجمہ: (اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا ۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے ۔ (اور)وہ تو بخشنے والا مہربان ہے ۔ اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ واقع ہو ۔ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاو ۔ پھر تم کو مدد نہیں ملے گی۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Question Hour. Question No. 51 Mir Abdul Jabbar .

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 12, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty two minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمان الرحيم

قل يعبادى الذين اسرفوا على انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ۔

ان الله يغفرالذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم ۔ و انيبوا الى

ربكم و اسلموا له من قبل لن ياتيكم العذاب ثم لا تنصرون ۔

(سورہ الزمر ۔ آیات ۵۳ ۔ ۵۴)

ترجمہ: (اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا ۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے ۔ (اور)وہ تو بخشنے والا مہربان ہے ۔ اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ واقع ہو ۔ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاو ۔ پھر تم کو مدد نہیں ملے گی۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Question Hour. Question No. 51 Mir Abdul Jabbar .

51 **Mir Abdula Jabbar** : Will the Minister for Manpower and Overseas Pakistanis be pleased to state the steps taken by the Government to provide jobs to the unemployed Doctors, Engineers and Master Degree holders belonging to Balochistan?

Mr. Ghulam Murtaza Jotoi: The Provincial Governments directly undertake specific employment programmes in the Provinces for all categories of manpower. However, the Federal Government has undertaken various steps including the following for creation of jobs for doctors and engineers:-

1. The Small Business Finance Corporation is providing loans upto rupees one lack to each unemployed doctor and engineer for setting up their businesses.

2. The Youth Investment Promotion Society grants loans to the educated unemployed including doctors and engineers for strarting their own business.

3. The Provincial Governments are being assisted in setting up Health Foundations to expand the medical facilities resulting in more jobs for doctors etc.

4. A number of projects in the communication/construction sectors, such as RECO Highway project, Fourth Highway Project, Indus Highway project, BelaKaroro Project, etc. are also being implemented by the National Highway Authorityin Balochistan.

5. The Gawader Port is being up-graded which will give rise to job opportunities.

6. Sandak Copper Gold Project has been launched which will absorb about 35,000 unemployed including dectors and engineers.

All these projects have created a number of jobs opportunities for engineers, doctors related occupations.

Mr. Chairman: Supplementary question?

Mir Abdul Jabbar: Sir, my question to the Minister was "Will the Minister for Manpower and Overseas Pakistanis be pleased to state the steps taken by the Government to provide jobs to the unemployed Doctors, Engineers and Master Degree holders belonging to Balochistan?

پہلے اس کا جواب مرکزی حکومت نے نہیں دیا تھا اس بار الحمدللہ اسٹیبلشمنٹ والوں نے جواب تو دیا ہے ۔ جو بڑا خوش آئیند ہے ۔جواب کا تیسرا جزو ہے کہ طبی مراکز کے قیام کے لیے صوبائی حکومتوں کی امداد کی جا رہی ہے ۔ جس سے طبی سہولتوں میں اضافہ اور ڈاکٹروں کے لیے مزید ملازمتیں دستیاب ہوں گی ۔ یعنی کس طرح کی امداد کی جا رہی ہے؟ اور Jobs opportunity کیسے create کی جا رہی ہیں؟

جناب چیئرمین۔جی جناب اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان ۔ جناب والا! اس سلسلے میں ایک تجویز تو یہ تھی جس پر عملدرآمد بھی ہو رہا ہے ۔ ہسپتالوں میں ڈبل شفٹ کر دی جائے اس کے علاوہ پرائیویٹ ڈاکٹرز کو بھی incentive دیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں صوبائی حکومت کو ہدایات کی ہیں کہ وہ Jobs opportunity کے لیے plans, programal بنائے اور اس میں فیڈرل گورنمنٹ کی جو امداد کی ضرورت ہو گی وہ ان کو مہیا کی جائے گی ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار۔ میرا اگلا سوال یہ ہو گا کہ اسی میرے سوال کے، جواب کے جزو(۴) میں تحریر ہے کہ بلوچستان میں مواصلات ، تعمیراتی شعبوں میں ای سی او ہائی وے پراجیکٹ ، فورتھ ہائی وے پراجیکٹ انڈس ہائی وے پراجیکٹ، بیلا گرارو پراجیکٹ وغیرہ جیسے متعدد منصوبوں پر نیشنل ہائی وے اتھارٹی عمدرآمد کر رہی ہے تو اس سے یہ نہیں پتہ چل رہا کہ کتنے انجینئرز انہوں نے ان تمام پراجیکٹس پر رکھے ہیں ۔ ان بیروزگار انجینئروں میں سے ۔ کیا وزیر موصوف صاحب یہ ارشاد

فرمائیں گے کہ ان بیروزگار انجینئروں میں سے ان پراجیکٹس پر کتنے رکھے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان ۔ میں معزز سینیٹر سے عرض کروں گا کہ ابھی چند دن ہی ہوئے ہیں ہمیں اس کا پورا علم نہیں ہے کہ یہ جو بڑے بڑے پراجیکٹس نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے شروع کیے ہیں ان کا کام کس حد تک ہو رہا ہے اور یہ تمام انفارمیشن اکٹھی کی جا رہی ہیں اور دیکھتے ہیں کس حد تک یہ کام جاری رہ سکتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ مکمل انفارمیشن ملیں گی تو آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب محترم وزیر صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ کیا حکومت کا کوئی ایسا ارادہ ہے کہ مکمل منصوبہ بندی کی جائے ۔ تاکہ جتنے آنے والے سالوں میں ڈاکٹروں یا انجینئروں کی ضرورت ہو اتنی ہی پیداوار بھی کی جائے یا ایسا ہی ساری عمر جو ہے وہ ایڈہاک ازم پر چلتا رہے گا ۔ اور اس میں آج کل ہمیں صورت حال کا سامنا ہے ۔ اسی طرح لوگ جو ہیں ڈیمانڈ کے بغیر پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ مارے مارے پھرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان ۔ جناب والا! مجھے اس بات کا پورا احساس ہے کہ ہمارے ملک میں Educated Unemployment اتنی زیادہ ہو چکی ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ کام ماضی کی حکومت کا فرض تھا کہ دعاوی انہوں نے بڑے کیے لیکن عملی صورت اور عملی اقدام ایسا نہ کیا گیا جس سے Jobs Provide کیے جا سکیں ۔ جناب والا! میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ۸۸ ۔ ۱۹۸۵ء میں جب جونیجو صاحب کی حکومت تھی تو ہم نے ٹھنڈے دل سے غور کیا اور اس وقت تک جتنے ڈاکٹرز جتنے انجینئرز تھے سب کو Employment مہیا کر دی گئی ۔ اب جناب والا! Care taker Government سے یہ توقع رکھنا شاید لاحاصل ہو گا کہ وہ دو مہینے کے عرصے کے اندر اتنی بڑی plan تیار کر سکتی ہے جس میں ان سب لوگوں کو absorb کیا جا سکے ۔ اس تھوڑے وقت میں اس گورنمنٹ کے اختیار میں ہو گا یا وسائل میں ہو گا ضرور کریں گے لیکن یہ انتخابات کے بعد ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ جو گورنمنٹ انتخاب کے بعد آئے وہ اس پر اولین ترجیح دے اور لمبے عرصے کے پروگرام بنائے جس میں تمام unemployment

لوگوں کو employment provide کی جا سکے جس میں ڈاکٹرز انجینئرز بھی شامل ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جی جناب فصیح اقبال صاحب ۔

سید فصیح اقبال۔ جناب والا! سوال کا جو جواب ہے نمبر ۲۔

"Sandak Copper Gold Project has been launched which will absorb about 35,000 unemployed including doctors and engineers."

مجھے افسوس ہے کہ یہ جس نے بھی جواب دیا ہے بڑا غلط دیا ہے اور صرف خوش کرنے کے لیے ۲۵۰۰۰ ہزار یعنی جس میں اس وقت اگر سنڈک کا پراجیکٹ ہے اگر وہ مکمل ہو گیا انشاء اللہ (چائنیز) Chinese مکمل کر رہے ہیں اور تقریباً ہو گیا تو سوائے بارہ سو آدمیوں سے زیادہ جس میں مزدور بھی شامل ہیں (ٹیکنیشن) Technician بھی شامل ہیں اس میں اسکول ٹیچرز بھی ہیں صرف بارہ سو ہیں ۔ اس وقت تین سو آدمی کام کر رہے ہیں باقی ۸۰۰ چائنیز ہیں ۔ انہوں نے ۲۵۰۰۰ ہزار کی یہ جو اعداد و شمار دی ہے تو میں تو کہتا ہوں کہ یہ لوگوں کے لیے کیوں خوش کن باتیں کر رہے ہیں ہم ۲۵۰۰۰ ہزار لے لیں گے آپ سے اقبال احمد خان صاحب ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب اقبال احمد خان صاحب

جناب اقبال احمد خان۔ میں جناب اس کی انکوائری کر کے پھر عرض کر دوں گا ۔

جناب چیئرمین۔ وہ ہے ناں ایک کہ اک نقطے نے ہمیں محرم سے مجرم بنا دیا ۔ جی جناب ڈاکٹر ریحان صاحب ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت کا ایسا ارادہ ہے کہ مختلف Professional Colleges میں جو مختلف pressure groups کو admission ان کے بچوں کو ملتی ہیں جو through Back Doors ہی میں کہنا چاہوں گا تو کیا اس کو بند کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ جناب عبداللہ شاہ صاحب جی ۔

Syed Abdullah Shah: Sir, I would like to know from the honourable Minister that whether he has got any figures about the unemployed doctors, engineers and the post graduates in Pakistan.

جناب چیئرمین۔ جی اعداد و شمار ہیں جی۔

جناب اقبال احمد خان ۔ جناب اس وقت تو ایسی information available نہیں ہیں جی۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال کافی ہے جی Next question No.98.

98 *Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Education be pleased to state the number of persons employed in grade-16 and below in the Ministry of Education, its subordinate offices, attached departments and Coporations, sicne January, 1992, with province-wise break-up?

Ch. Aitzaz Ahsan: 735 persons (529 in Attached Departments and 206 in Autonomous Bodies) were employed in grade-16 and below since January, 1992 in attached Departments and Autonomous Bodies under the administrative control of Ministry of Education, as under:-

	No. of persons employed	Punjab	Sindh		NWFP	Balo-chistan	A.J.K.	FATA, FANA	Fed. Area/ Local Basis	Merit	Remarks
			Urban	Rural							
	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
(a) Ministry of Education (Main).	-		-	-			-	--		-	(i) Recruitment of BPS 1-2 is made on local basis
(b) Attached Departments	529	127	35	64	108	4	12	28	110	2	(ii) In the case of international Islamic University no Provincial quota is observed and appointments are made on Merit.
(c) Subordinate Office	-	-	-	-	-		-		-	-	
(d) Autonomous Bodies	206	112	17	14	17		4	3	6	30	
TOTAL:	735	239	52	78	125	46	16	31	116	32	

سید محمد فضل آغا۔ جناب اعتزاز احسن اس کو پڑھ دیں تو ۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو بہت لمبا ہے ۔

سید محمد فضل آغا۔ لمبا نہیں ہے ذرا پڑھ دیں ۔

جناب چیئرمین۔ اعداد و شمار نہ پڑھیں یہ جو لکھا ہوا پارٹ پڑھ دیں۔

Ch. Aitzaz Ahsan: "735 persons (529 in Attached Departments and 206 in Automomous bodies) were employed in grade-16 and below since January, 1992 in Attached Departments and Automous Bodies under the administrative control of the Ministry of Education, as under:-

اس میں میں یہ عرض کر دوں کہ صرف جو question تھا۔ how many are employed since January, 1992 اس کو ہم نے اس طرح لیا ہے کہ how many were given jobs یعنی employed تو تب سے اب سے پہلے کہ بہت زیادہ ہیں but employed کے لفظ کو لیا ہے given jobs after

جناب چیئرمین۔ جی جناب فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ میں تو نہیں سمجھ سکا کہ اعتزاز صاحب کیا کہہ رہے ہیں میرا مطلب یہی تھا کہ جنوری کے بعد کتنے لوگوں کو ملازمت ملی۔

جناب چیئرمین۔ جی وہی کہہ رہے ہیں۔

سید محمد فضل آغا۔ Jobs کا اور employees کا difference کیا ہے میں اس کو سمجھ نہیں سکا کہ jobs کس طرح دیتے ہیں employment کیسے۔ میرا مطلب تو یہ ہے کہ جو employee ہوتا ہے اس کو Job مل جاتی ہے تو اس میں صرف گزارش یہ ہے کہ ایک دفعہ تو انہوں نے بڑی فیاضی سے کام لیا ہے۔ گورنمنٹ نے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر دیا ہوا ہے کہ ۶ ۴ بندے انہوں نے بلوچستان سے بھی لے لیے ۹۷۴ میں سے تو اب یہ اعتزاز صاحب کو زحمت ہو گی تھوڑا سا میں جاننا چاہوں گا fresh question کی طرف اگر یہ نہ چاہیں تو یہ ذرا بتا سکیں گے کہ یہ ۴۶ بندے جو انہوں نے بلوچستان سے لیے ہیں ان کے Grades کیا ہیں؟

جناب چیئرمین۔ جی۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ ان کے گریڈز کا (بتانے) میں ایک چیز ہے کہ پھر اس میں تھوڑا سا مجھے وقت لگے گا۔

یہ تقریباً سب جو محکمے ہیں یا خودمختار ادارے ہیں جن میں یو جی سی ہے جس میں یونیورسٹیز ہیں جس میں قائداعظم یونیورسٹی ہے ان سب کی میرے پاس علیحدہ علیحدہ ہیں اگر سینیٹر صاحب چاہیں تو دیکھ لیں چاہیں تو مجھے پھر ایک ایک کا۔۔

جناب چیئرمین۔ صرف بلوچستان کا پوچھ رہے ہیں۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جی بلوچستان کا ہی سر میں آپ کو عرض کرتا ہوں for instance یہ جو ایک ہے میں کاپی دے دیتا ہوں جناب کیونکہ سو صفحے ہیں سو ادارے ہیں ہر ایک کا علیحدہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب جام کرارالدین صاحب۔

Jam Kararuddin: Will the honourable Minister agree with me that inspite of much tempted ban on the recruitments these posts have been filled up to satisfy a certain group of people?

Mr. Chairman: Yes, Minister for Education.

Ch. Aitzaz Ahsan: Sir, it is certainly difficult to disagree with that observation but I will not condemn the past administration without actually looking in it.

Mr. Chairman: Quite right.

Ch. Aitzaz Ahsan: *Prima facie* it appears to be correct.

Mr. Chairman: Dr. Bisharat Elahi Sahib.

ڈاکٹر بشارت الٰہی۔ میرا بھی اسی ضمن میں سوال ہے چیئرمین صاحب۔

Were all these posts advertised and all the people were interviewed and all the formalities were observed?

Mr. Chairman: Aitzaz Ahsan Sahib, were formalities observed?

چوہدری اعتزاز احسن۔ سر اس میں بھی میں یہ عرض کروں کہ ہماری اطلاع کے

مطابق I have some complaints in this respect also. اور لوگوں نے petitions وغیرہ بھی کی تھیں کہ کئی معاملات میں کئی جگہ میں یہ formalities observe واقعتاً نہیں ہوئیں۔ I have not inquired into it in detail because یہ بہت سارے ادارے کوئی ۲۵ مختلف اداروں میں سے یہ سوال اور جواب لے کر ہم نے کیا ہے اور اگر آپ چاہیں گے تو ہم اس پر inquire کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی سید عبداللہ شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Shah: Sir, will the honourable Minister agree with me that these appointments were made in violation of the provincial quotas and if yes, is he going to take necessary steps to remedy this continuing wrong?

جناب چیئرمین۔ جی پوچھتے ہیں کہ آیا violation of quota ہے ۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب violation of quota کی صورت یہ ہے کہ چند گریڈز میں تو گریڈ نمبر ۱ اور ۲ میں نہیں ہے ۔ کچھ ایسے ادارے ہیں for instance like Islamic University جس میں کوٹہ نہیں ہے ۔ ہمارے تحت ہے اس میں دیا ہوا ہے اور ان میں بھی کوٹہ کہیں نہیں ہے۔ سب ہی on merit ہوتے ہیں چاہے کہیں سے ہو ۔ باقی ایسے ادارے ہیں جہاں کہ کوٹہ violate ہوا ہے اور ہم اس کو دیکھ رہے ہیں کہ اس کا ہم کس طرح rectification کر سکتے ہیں اور انشاء اللہ جہاں بھی ہوتی ہے violation ہم rectification کریں گے۔

Mr. Chairman: Next question No.99. Syed Muhammad Fazal Agha.

99 * Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minsiter for Labour, Manpower and Overseas Pakistanis be pleased to state the number of persons employed in grade-16 and below in the Ministry, its subordinate offices, attched departments and corporations, since January, 1992, with their province-wise break-up?

Mian Zahid Sarfraz: The information regarding number of persons

employed in grade-16 and below as per province-wise break-up in the Ministry of Labour, Manpower and Overseas Pakistanis (Labour Division and Mnapower & Overseas Pakistanis Division) and its attached departments, subordiante offices and Corporations is at annex-"A"&"B", respectively.

S. No.	B.P.S	Number of persons employed in BPS-1 to 16	Regional Provincial quota	
(i)	**Labour Division (Main)**			
		Nil.	Nil.	
(ii)	**National Institute of Labour Administration Training, Karachi**			
1.	BPS-1	6	Punjab (1) Sindh (U) 5	Local bodies
2.	BPS-2	1	Merit.	
3.	BPS-4	1	Sindh (U)	
4.	BPS-8	1	Merit.	

S. No.	B.P.S	Number of persons employed in BPS-1 to 16	Regional Provincial quota	
(iii)	**National Industrial Relations Commission (N.I.R.C), Islamabad**			
1.	BPS-1	1	On local basis.	
2.	BPS-11	1	Merit.	
3.	BPS-12	2	Punjab	1
			Merit	1
4.	BPS-15	1	Punjab	
(iv)	**Implementation Tribunal for Newspaper Employees, Islamabad**			
1	BPS-1	2	On local basis.	
(v)	**Employees Old Age Benefits Institution (E.O.B.I).**			
1.	BPS-12	2	Sindh (R)	On deputation basis.
			Punjab	
2.	BPS-16	2	Sindh (R)	
			Punjab	
(vi)	**Directorate of Workers Education (DWE), Islamabad**			
1.	BPS-12	4	Punjab	3
			Sindh (U)	1
2.	BPS-11	1	Merit	
3.	BPS-7	5	Merit	1
			Punjab	3
			Balochistan	1
4.	BPS-5	4	Merit	1
			Punjab	2
			Sindh (R)	1
5.	BPS-4	5	Merit	1
			Punjab	3
			A.K.	1
6.	BPS-4	5	Punjab	5

Annexure-B

<u>Name of Division/Departments etc.</u>	<u>Recruitment Made</u>
Manpower and Overseas Pakistanis Division (Main)	Nil

ATTACHED DEPARTMENTS/SUB-ORDINATE OFFICES/CORPORATIONS

S. No.	Name of Office	Name of Post with BPS	Number of Post	Province/ Domicile
1.	National Talent Pool	LDC (BPS-15)	1	Sindh (R)
		Mali (BPS-1)	1	Local
2.	Bureau of Emigration and Overseas Employment	Residence Orderly (BPS-1)	1	Northern Areas
3.	National Train-	Nil.	Nil.	Nil.
4.	Pakistan Manpower Institute.	Stenotypist (BPS-12)	1	Sindh (U)
		Naib Qasid (BPS-1)	1	Local
		Chowkidar (BPS-1)	1	Local
5.	Overseas Pakistanis Foundation.	Nil.	Nil.	Nil.
6.	Overseas Employment Corporation.	Nil.	Nil.	Nil.

S. No.	Name of Office	Name of Post with BPS	Number of Post	Province/ Domicile	
7.	Data Base Project.	Superintendent (BPS-16)	1	Punjab	
		Stenographer (BPS-15)	1	NWFP	
		Stenotypist (BPS-12)	2	Punjab NWFP	1 1
		Assistant/Cashier (BPS-11)	1	Punjab	
		Technical Assistant (BPS-11)	3	Punjab NWFP	2 1
		Field Enumerator (BPS-11)	14	Merit Punjab NWFP Sindh (R) Balochistan	2 7 2 2 1
		Driver (BPS-4)	2	Punjab	2
		Naib Qasid/Frash/ Sweeper (BPS-1)	7	Local	7

سید محمد فضل آغا۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ جی یہ حساب کتاب انہوں نے بتایا ہے کہ اس میں ٹوٹل تو کوئی ۸۷ بندے لگانے ہیں اور اس میں سے بلوچستان کے ۲ بندے ہیں لیکن یہاں بھی لسٹ ہم دیکھتے ہیں کوٹے میں پھر ہمارا حصہ Lower Caders میں ہی آتا ہے کیونکہ ہم نے ہمیشہ دیکھا کہ جب Service Cader کا انہوں نے حساب دیا بھی ہے اگر کہیں دو چار جگہ ہمارا کوٹہ observe بھی ہوا ہے تو پھر اس میں پتہ چلا ہے کہ تھوڑے سے جو Upper Grades ہیں یا ۱۵ میں یا ۱۶ میں ۱۴ میں یا اس سے اوپر تو اس میں نہیں ہوتے یا ورک چارج (work charge) میں جیسے پچھلے دنوں ہوتی صاحب کے ڈیپارٹمنٹ میں تھا ورک چارج میں کچھ لوگوں کو لگایا تھا یہاں ہمیشہ چوکیدار چپڑاسی گریڈ ۵، ۴، ۲ کے بندے ہوتے ہیں تو کیا یہ وزیر صاحب بتائیں گے کہ ایک تو کوٹہ ہمارا پورا نہیں ہوتا اور جب کبھی یہ پورا کرتے ہیں تو ہمیشہ لوئر گریڈوں میں سے پورا کر لیتے ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے کہ کبھی ہم لوگوں کو بھی موقع ملے گا (بلوچستان کے لوگوں کو) کہ وہ participate کر سکیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب اقبال احمد خان صاحب ۔

جناب اقبال احمد خان ۔ گریڈ ۲ میں تو کوٹہ ہوتا ہی نہیں ہے اگر اس کو ملاحظہ فرمایا جائے تو اس میں زیادہ تر اس گریڈ کے لوگ ہیں۔ جیسے انہوں نے فرمایا کہ کوٹہ observe نہیں ہوا۔ یہ problems مختلف محکموں میں face ہو رہی ہے اور ان کی شکایات بھی بجا ہیں ۔ اب اس سارے کی تفصیلی investigation کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ جو کوٹہ ان کا due ہے اگر کہیں نہیں ملا تو ان کو ضرور دیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب ۔ آخری سوال ۔

Dr. Bisharat Elahi: Sir, I would like to find out from the honourable Minister the merit for BPS-2,

یہاں تو انہوں نے لکھا ہے BPS-2 میں One person has been recruited on merit.

جناب چیئرمین۔ میرٹ کیا ہوتا ہے بی پی ایس ۲ میں ۔

جناب اقبال احمد خان ۔ جناب عام طور پر جو ۹۲ میں اپائنٹمنٹ کی گئی ہے یہ

اشتہارات کے ذریعے ہوتی ہے اور پھر ان کا انٹرویو ہوتا ہے اس کے مطابق جو انٹرویو میں نمبر ا ہوتا ہے، نمبر ۲ ہوتا ہے۔ اس کو رکھ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی۔ سر کوئی merit lay down ہے بی پی ایس ۲ کے لیے یا---

جناب چیئرمین۔ کوئی لکھا ہوا ہے یا جو مرضی آئے بنا دیا؟

جناب اقبال احمد خان ۔ اس کا جناب کو exactly تو میرے علم میں نہیں ہے لیکن اس کا کوئی امتحان نہیں ہوتا۔ انٹرویو ہوتا ہے

Dr. Bisharat Elahi: Could we have the permission Sir, of scrutinizingthese people who have been given employment on merit?

ہمیں اجازت ہے اگر ہم وزیر موصوف کے پاس جائیں۔Can he show us the papers?

جناب چیئرمین۔ جی جناب اقبال احمد خان ۔

جناب اقبال احمد خان ۔ جناب well come ۔

جناب چیئرمین۔ بالکل جی ضرور دیکھ لیں بی پی ایس ۲ میں کیا نکالیں گے اب بیچارے کا کیا میرٹ ہو گا۔ اگلا سوال نمبر ۱۰۰ فضل آغا صاحب ۔

100. *Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Law and Justice be pleased to state the number of persons employed in grade-16 and below in the Ministry of Law and Justice, its subordinate offices, attached departments and Corporations, since January 1992, with their province-wise break-up?

Mr. Iqbal Ahmed Khan:

Annex-A (i)	(a)		Number of persons employed in grade-16 and below in the Law and Justice Division (Main), at Islamabad	20
Annex-B & C	(ii)	(b)	Number of persons employed in grade-16 and below in the offices/Courts/Tribunals	

under the administrative control of the

Law and Justice Division

Grand Total:-	128

(iii) Province-wise break-up:-

Punjab	87
N.W.F.P.	17
Sindh (U)	12
Sindh (R)	3
Azad Kashmir	5
Balochistan	4

(Annexures have been placed in the Senate Library)

سید محمد فضل آغا۔ جناب میری گزارش ہے کہ اس میں تو بلوچستان کے بہت تھوڑے لوگ ہیں چار ہی آدمی لگے ہیں کیا یہ فرمائیں گے کہ چار لوگ کس گریڈ میں لگے ہیں۔ ۱۲۸ میں سے ۴ لوگ لگے ہیں۔ یہ کن گریڈز میں لگے ہیں؟

جناب چیئرمین۔ جی۔

سید پرویز علی شاہ۔ مسٹر چیئرمین! اس میں ۹۲ء کے بعد جو appointments ہوئی ہیں اس سے پہلے کی آپ نے نہیں پوچھی۔ اس میں ایل ڈی سی ایک ہے اور گریڈ اس کا ہے ۱۵ جی۔

سید محمد فضل آغا۔ جی ایل ڈی سی کا ۱۵ نہیں وہ تو چار پانچ گریڈ میں ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں جی ایل ڈی سی اونچا ہوتا ہے۔

سید محمد فضل آغا۔ گیارہ ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ کلرک بادشاہ ہوتا ہے پاکستان کا۔

سید محمد فضل آغا۔ آپ کی فائل کے لحاظ سے بادشاہ ہوتا ہے

جناب چیئرمین۔ آپ نے تو سنا ہو گا کلرک بادشاہ۔

سید پرویز علی شاہ۔ گریڈ ۵ کا ایل ڈی سی ہے وہ فیڈرل کورٹ اسلام آباد میں یہاں پر اور دو نائب قاصد اور سپریم اپیلٹ کورٹ کوئٹہ میں ایک نائب قاصد ہے ۔ چار اور ۱۲۸ میں سے بنتا بھی تقریباً یہی کوٹہ ہے

سید محمد فضل آغا۔ سر میری گزارش ہو گی کہ اب آپ نے دیکھ لیا ہے اس لسٹ میں انہوں نے گریڈ ۱۶ میں بیس بندے لگائے ہیں ۔ جو لسٹ آپ کے اور میرے سامنے ہے اور باقی ۲۰ وہاں اور پھر اس میں سے بھی اور اس میں آپ نے دیکھ لیا تین چپڑاسی ہیں اور ایک جونیئر کلرک ہے جو مشکل سے چپڑاسی سے اوپر ہے تو اب بتائیے جی کوئی بھی گورنمنٹ ہے ہمارا گلہ تو سب سے ہے ۔ ۴۷ سال سے یہ تماشا ہوتا آ رہا ہے اور منہ تو یہ ہمارا بند کر دیتے ہیں کہ ہم نے ۴ لگا دیئے ۶ لگا دیئے اور کوٹہ observe کر دیا ۔ شاہ صاحب نے بھی فرما دیا ۔ کہنے کو تو واقعی صحیح ہے کہ ۵.۴ کے حساب سے اگر دیتے ہیں ۔ بیس سال ہو گئے ہیں ہمارا ساڑھے پانچ فیصد کوٹہ بنتا ہے لیکن ابھی تک ساڑھے تین کے حساب سے دے رہے ہیں اور کہنے کو یہ ثابت ہو گیا کہ جی واقعی انہوں نے چار پوسٹ تو ۱۲۸ میں سے دے دیئے ۔ ساڑھے تین کا کوٹہ پورا ہوا ۔ لیکن وہ تین چپڑاسی ہے اور ایک بہت مشکل سے تھوڑا سا آگے چل کر یہ جونیئر کلرک ہے ۔ تو سر یہ گورنمنٹ یا Treasury Benches فرمائیں گے کہ کس طرح اور کب تک' کیونکہ ہمارے ہاں سب سے بڑی پرابلم تو یہی ہے اور sense of depriviation ایسی ہی باتیں ہیں تو یہ فرمائینگے کوئی اقبال احمد خان صاحب' شاہ صاحب ہمارا معاملہ درست کر سکیں گے یا اسی طرح چلتا رہے گا ۔

جناب چیئرمین۔ جی خان صاحب' جناب پرویز علی شاہ صاحب۔

سید پرویز علی شاہ۔ مسٹر چیئرمین! میں اس چیز کا تو خیر اعتراف کرتا ہوں کہ ۱۲۸ سے ۲۰ اسامیاں ایسی تھیں جو ہائر گریڈ میں تھیں ۔ گریڈ ۱۶ بھی اس میں شامل ہے ' اور اس میں زیادہ تر میرٹ پر کوشش کی گئی تھی لیکن آئندہ کی بات اگر پوچھی ہے آنریبل سینیٹر نے تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تھوڑا بہت جو کچھ کیا ہے وہ ۹۲ کی پوچھی ہے ۔ پہلی حکومت کی یہ باتیں ہیں اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ جسٹس جہاں ہو جس ادارے میں تو خاص کر کے اس ادارے میں جسٹس بھی کچھ کم کیا گیا ہے اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ under representation ہوئی ہے ۔ میں دو مہینے کے اندر زیادہ تو نہیں کچھ کر سکتا لیکن میری خواہش

یہ ہے کہ اس وقت جتنا بھی unjustice کسی صوبے کے ساتھ کسی ایریا میں ہوا ہے کوشش کریں گے کہ اس کے ساتھ انصاف ہو ۔ لیکن کم از کم آئندہ کی حکومت میں جو بھی ہم ہوں یا کوئی بھی ان کے لیے تو میں بھی یہ گزارش کروں گا اور یہ نیک نیتی سے کہوں گا کہ آئندہ کم از کم کوشش کریں گے ۔

جناب چیئرمین۔ بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ کیا وزیر صاحب بیان فرمائیں گے کہ اگر ان کو مہلت مل گئی تین مہینے سے زیادہ تو یہ تکلیف رفع کر دیں گے ۔

سید پرویز علی شاہ۔ جناب یہ وعدہ کرتے ہیں ۔ کوشش نہیں وعدہ کرتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب عبداللہ شاہ صاحب ۔

Syed Abdullah Shah: As usual every answer that we get about the appointments shows flagrant violation of quota. If you kindly see here, there are 12 employees from Sindh Urban and only 3 from Sindh Rural.

جناب چیئرمین۔ حالانکہ Rural کا کوٹہ زیادہ ہے ۔

Syed Abdullah Shah: Yes Sir, Rural is 60 percent and Urban 40 percent. So is the honourable Minister going to rectify this worng and also Sir, will the honourable Ministers have been making statements when we have been getting all these replies that we are going to do something. Unless something is done, may be Sir, I will request the House through you that we must move a privilege motion that whatever assurances are given in the House they are not being honoured by the honour le Ministers.

جناب چیئرمین۔ جی جناب شاہ صاحب۔

سید پرویز علی شاہ۔ جی جناب اس میں سید فضل آغا صاحب سے زیادہ میں سمجھتا ہوں کہ سید عبداللہ شاہ صاحب کی بات محسوس ہوتی ہے اس لیے واقعی ۱۲۸ میں ۱۲ پوسٹ کم از کم

چاہے لوئر گریڈ کی ہوں وہ سندھ rural کو ملنی چاہئیں - جب کہ تین دی گئی ہیں اور میں معذرت خواہ ہوں کہ پہلے ناانصافی ہوئی ہے - اس حد تک ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ایک دو مہینے ہم کیا کر سکتے ہیں لیکن آئندہ کے لیے میں نے یہ گزارش کی - حق انہی کا بنتا ہے جو آئندہ گورنمنٹ آئے اور یہ ناانصافی دور کرے -

جناب چیئرمین۔ جی جناب جام کرار صاحب۔

Jam Kararuddin: I would like to know from the honourable Minister that how many from Sindh have been taken up in grade 16 and below 16?

جناب چیئرمین۔ جی وہ یہی ہے - وہ کہہ رہے ہیں کہ ۱۲ اربن سندھ کے ہیں اور تین رورل سندھ کے ہیں

Jam Kararuddin: How many takenup in grade 16 and how m ay below 16?

جناب چیئرمین۔ اچھا ۱۶ میں کتنے لیے گئے ہیں - وہ کہہ رہے ہیں -

سید پرویز علی شاہ۔ ۱۶ میں اربن میں تو دیئے گئے ہیں لیکن رورل میں نہیں دیئے گئے۔

جناب چیئرمین۔ جی سید عبداللہ شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Shah: When these appointments were made then, was the ban inforce?

جناب چیئرمین۔ جی یہ بین کے دوران ہوئی تھی -

سید پرویز علی شاہ۔ نہیں سر اس میں انہوں نے طریقہ کار صحیح اپنایا تھا اور اس میں وہ بین نہیں تھا اور جو کمیٹیز مجاز تھیں Constitute کی گئیں انہی کے through ہوا ہے -

جناب چیئرمین - اگلا جی مولانا سمیع الحق صاحب - ذرا ان کا سوال بھی پڑھ دیں لمبا چوڑا سوال ہے - جی اشتیاق اظہر صاحب پوچھنا چاہتے ہیں -

سید اشتیاق اظہر ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو سندھ میں اربن رورل کا ہے ۔ یہ سسٹم پنجاب بلوچستان اور سرحد میں کب نافذ کیا جائے گا؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب یہ کب نافذ کریں گے پنجاب سرحد اور بلوچستان میں؟

سید پرویز علی شاہ ۔ سر میں اس میں کچھ نہیں کہوں گا ۔ میرا خیال ہے یہ relevant تو Establishment Division سے ہے اور ہم سے یہ نہیں ہےمتعلق اور یہ ہونا بھی نہیں چاہئے کیونکہ میرا خیال اس سے پہلے کبھی اس قسم کی بات نہیں آئی اور یہ policy matter ہے اور یہ decision میں انفرادی طور پر نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب ڈاکٹر بشارت الہی ۔ یہ سمیع الحق صاحب کا سوال پڑھیں تو صحیح ' یہ کیا ہے خود ہے نہیں پڑھیں تو صحیح کیا ہے' لمبا چوڑا سوال ہے ۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی۔ میں نے یہ سوال نہیں ' میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ یہ سوال اور جواب دونوں بڑے مختصر ہیں وقت بھی ہمارے پاس بہت ہے اور وزیر صاحب اگر سوال بھی پڑھ دیں اور اس کا جواب بھی پڑھ دیں ۔

جناب چیئرمین۔ چلیں وزیر صاحب ہی پڑھ دیں ۔ کیونکہ مولانا صاحب موجود نہیں ہیں اس لیے ۔ پڑھ دیں جی ۔

Ch. Aitzaz Ahsan: Let me state Sir, I have no desire to substitute for Maulana Smiul Haq in any capacity.

101. * Maulana Sami-ul-Haq: Will the Minister for Education be pleased to state whether the government has recongnized the qualification of "Ashahadat Al-Halmia-Fe-Aloom Arbia" equal to M.A-Arabic and M.A-Islamic Studies?

Ch. Aitzaz Ahsan: There is no degree under the nomenclature "Ashahadat-Al-Halmia-Fe-Aloom Arbia."

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے کہ مولانا صاحب نے یہ خود ہی کوئی ڈگری بنالی ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ سر اصل میں میں ایک چیز عرض کروں۔اگر اجازت ہو تو میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ فرمائیے فرمائیے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ اصل میں کچھ degrees ایسی تھیں سر جن میں چار مدارس ہیں۔ ایک وفاق المدارس دیوبندی فقہ کا' ایک وفاق المدارس سلفیہ اہلحدیث کا' ایک وفاق المدارس شعیہ اہل تشیع کا' ایک تنظیم المدارس بریلوی فقہ کا یہ کوئی ڈگریز دیتے تھے ان کو ایک وقت میں آ کر recognize کیا ایم اے کے لیول کا لیکن ساتھ کہا کہ اگر اس ڈگری کے بعد عربی کی تدریس یا اسلامیات کی تدریس کے علاوہ کوئی آپ ملازمت چاہیں گے تو پھر اس کے ساتھ کم از کم بی اے کے دو subject کرنے ہوں گے یعنی ایم اے کا سٹیٹس اور بی اے کے دو سبجیکٹ کرنے ہوں گے۔ اتفاق سے یہ ڈگری مولانا نے جس کا نام لیا ہے ہم اس سے واقف نہیں ہے۔ الشہادت الحلمیہ فی علوم عربیہ۔

جناب چیئرمین۔ بھائی یہ الیہ نہیں ہے الحلمیہ ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ شکریہ جناب۔ اب ہم تو اس کو ڈھونڈتے رہے۔ میں سمجھتا ہوں جب آئندہ گورنمنٹ آئے گی تو شاید اس سارے معاملے کو دیکھے گی۔

جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں اقبال احمد خان صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے۔

جناب اقبال احمد خان ۔ جناب والا! ---- میں بے بہرہ ہوں یہ کوئی حلوے والوں کی بات معلوم ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب ڈاکٹر محمد ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ اس کو defer کیا جائے کیونکہ میرے جیسے کم علم آدمی کو سمجھانے کے لئے اگر مولانا موجود ہوں تو اس پر روشنی ڈالیں گے۔

جناب چیئرمین ۔ میرا خیال ہے مولانا آئیں گے تو پھر پوچھ لیں گے۔ اس کو defer کرتے ہیں۔ جی جناب فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے دنوں میں ۵ تاریخ کو اگر آپ کو یاد ہو تو عبدالرحمان جمالی سے ---

جناب چیئرمین۔ جی آپ کا کیا تھا سوال؟

سید محمد فضل آغا۔ جی میرا point of order یہ تھا جی کہ عبدالرحمان جمالی صاحب نے یہاں on the floor پر ہمیں کہا تھا کہ ہم آپ کو انفارمیشن date wise دیں گے ۔ تو کل جاتے جاتے انہوں نے فائل مجھے پکڑا دی ہے اور میرے خیال سے انہوں نے ایک statement دی ہے کہ انہوں نے مجھے information دی ہے میں عرض کروں کہ جو انفارمیشن انہوں نے مجھے دی ہے وہ وہی ہے جو اس دن سوال کے جواب میں تھی اس میں date اب بھی نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ اس طرح کریں ان سے بات کر لیں اگر آپ مطمئن نہ ہوں تو پھر؟

سید محمد فضل آغا۔ جی میں نے بات کر لی ہے جی ۔

جناب چیئرمین۔ تو کیا کہتے ہیں؟

سید محمد فضل آغا۔ میں نے بات کر لی ہے جی ۔ انہوں نے کہا کہ میں نے فائل آپ کو دے دی ہے ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے information دیں۔ Date wise یہ ہاؤس کی ملکیت ہو گی ۔

جناب چیئرمین۔ جی ٹھیک ہے جی ۔ اگلا سوال ۱۰۲ میر عبدالجبار صاحب۔

102 *Mir abdull Jabbar: Will the Minister for Law and Justice be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to amened the Constitution?

Mr. Iqbal Ahmed Khan: There is no proposal at present under consideration of the Goverment to amend the Constitution

میر عبدالجبار ۔ ضمنی سوال ۔ جی جواب یہ آ گیا ہے کہ

There is no proposal at present under the consideration of the government to amend the Constitution

میرے سوال کا تعلق پچھلی گورنمنٹ سے تھا - اب تو نئی گورنمنٹ ہے - اب یہ بھی arrangement میں ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد ہی ہو گا کچھ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب عبداللہ شاہ صاحب ۔

Syed Abdullah Shah: Sir, you would kindly remember that the previous Law Minister, the former Law Minister, used to say that they are going to amend the Constitutiion to restore the seats of women. Now, the answer is that there is no such thing under consideration.

جناب چیئرمین۔ اس وقت عبوری حکومت کیا کرے گی؟

Syed Abdullah Shah: Not interim, but I am saying is that if there would have been any proposal to make this amendment it should be on the files not, in the air. So, whether the honourable Minister was making a false statement in the House or what?

جناب چیئرمین۔ جی جناب شاہ صاحب ۔

Syed Pervaiz Ali Shah: Thank you very much, Sir. As far as the first part of the question relates, Sir, there was no such proposal

کہ اس میں کوئی amendment ہو ویسے محسوس تو سب کرتے ہیں ، اس دن شاہ صاحب کا سوال بھی تھا جس کو میں نے ٹیکنیکل گراونڈ پر opose تو کیا تھا لیکن ہر ایک محسوس کرتا ہے کہ women قانون سازی میں یہ حصہ لیں ۔ آئندہ جو بھی حکومت آئے کم از کم اگر ہم آئے تو میں یہاں assure کرتا ہوں جناب کہ اس قسم کا قانون ضرور آئے گا ۔ جس میں women seats ہوں یا جیسے نی بختیار صاحب کا بھی اس میں resolution تھا women کے rights کے متعلق تھا کہ کوئی Commmission قائم ہو ان کے rights پر اور سپریم کورٹ کے جج بھی اس میں ہوں ۔ ہم کم از کم ان سے سیکھ رہے ہیں کہ اس قسم کی بات ضرور ہونی چاہیئے اور

تبدیلیاں آنی چاہئیں ۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال جی جب حکومت آئے گی تو پھر،

Syed Abdullah Shah Mr Chairman, I may be heard first

جناب چیئرمین۔ میں نے آپ سے کہا ہے ناں کہ جب وہ وزیر صاحب آئیں گے تو ان سے پوچھ لیں گے کہ آپ نے یہ بات کیوں کی تھی ۔

Syed Abullah Shah: Sir, what I am saying is, is it correct or not that the former Minister made a statement that the government is considering to amend the Constitution to restore the women seats? If it is incorrect then we can see what we can do for it.

جناب چیئرمین۔ تو ٹھیک ہے ناں جی ۔ وہ جب پوچھیں گے تو پتہ چلے گا ۔

Syed Abdullah Shah Let him say that there is no such thing that they were considering The former Law Minister was making a false statement on the floor of the House

جناب چیئرمین۔ جی جناب فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال ۔ جی میں معزز ممبر شاہ صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ یہ تین مرتبہ ہم نے بل بھی واپس لیا ان کا بھی بل آیا اس پر کہا گیا کہ اگلے اجلاس میں (اس اجلاس سے پہلے) ہم پیش کر رہے ہیں یہ جب ساری چیزیں تھیں گورنمنٹ نے بنا لیں تو اس کے بعد یہ کہنا کہ کوئی غور نہیں، کوئی proposal نہیں، کہتے ہیں proposal ہے اس کے بعد نئی حکومت کرے گی ۔ کچھ تو ہوتا ۔ جواب غلط ہے ۔ یہ اقبال احمد خان صاحب آپ بھی اس جال میں پھنس گئے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ آپ کی منسٹری کے متعلق ہے ۔ دیکھ لیں کہ کوئی proposal تھی منسٹری کے زیر غور؛

جناب اقبال احمد خان ۔ جی میں اس کو چیک کر کے عرض کروں گا جی ۔

سید عبداللہ شاہ۔ اگر تھا تو یہ جواب غلط ہے ۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو اپنی حکومت کی بات کر رہے ہیں ناں جی ۔

جناب اقبال احمد خان ۔ شاہ صاحب آپ نے سوال کیا ہے اس حکومت سے ۔ اس کا ہم نے عرض کیا ہے کہ ہماری کوئی proposal نہیں ہے الیکشن کے بعد جہاں تک ہماری جماعت کا تعلق ہے اگر اللہ تعالی نے ہمیں موقع دیا تو پہلے موقع پر ہی ان خواتین کی نشستوں کو بحال کریں گے ۔ جہاں تک رہا مسئلہ ماضی کا میں نے گزارش کی ہے کہ مجھے موقع عنایت فرمائیں میں ریکارڈ چیک کر کے حتمی بیان دے دوں گا ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی ۔ جی جناب شاہ صاحب۔

سید پرویز علی شاہ ۔ جناب یہ commitment مسلم لیگ کی بھی ہو گئی اور پیپلزپارٹی کی بھی ہو گئی اگر دونوں میں سے کسی کی بھی حکومت آئی اگر دونوں کی بھی آئی تو انشاء اللہ ایسا ہو گا ۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی تو وقفہ سوالات ختم ہوئے جی ۔ Leave applications جناب مخدوم خلیق الزماں صاحب علالت کی بنا پر مورخہ ۳ تا ۷ مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ سید احسان شاہ صاحب ناسازی طبع کی بنا پرمورخہ ۱۰ اور ۱۱ مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ سید علی حیدر صاحب نے ذاتی وجوہات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ اور یہ اطلاع ہے عبدالرحمان جمالی صاحب سے اور جناب خورشید قصوری صاحب کی جانب سے کہ وہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے ۔ اب جی سید اشتیاق اظہر صاحب۔

FURTHER DISCUSSION ON THE PRIVILEGE MOTION

RE: DISSOLUTION OF NATIONAL ASSEMBLY

سید اشتیاق اظہر۔ شکریہ جناب چیئرمین ۔ پروفیسر خورشید صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ اس کے حوالے سے جو بحث ہو رہی ہے اس میں میرے دوست جناب اقبال حیدر نے کل عدلیہ کے بارے میں کئی باتیں کہی تھیں ۔ میں اس میں اضافہ کرنا چاہوں گا کہ اس قسم کا ایک واقعہ جس کا ذکر عدالت عالیہ میں بھی کیا گیا جناب مولوی تمیز الدین خان کے بارے میں تھا ۔ مولوی تمیزالدین قائد اعظم کے زمانے میں جب وہ سپیکر تھے تو ان کو ڈپٹی سپیکر بنایا گیا تھا بڑے واجب الاحترام تھے اور ان کے بارے میں اس وقت کے جسٹس نے فیصلہ کیا تھا کہ جو برطرفی کی گئی تھی قانون ساز اسمبلی کی وہ غلط تھی جس پر کہ جسٹس منیر کا۔فیصلہ ہوا تھا ۔ ان کا تعلق بھی بنگال سے تھا اسی حوالہ سے جیساکہ ہمارے ایک دوست نے کہا ، اقبال حیدر نے کہ جونیجو صاحب کی برطرفی کے بارے میں بھی محترمہ بےنظیر بھٹو کے بارے میں بھی عدالت عالیہ کے فیصلے یہ تھے کہ یہ اقدام صحیح تھا ۔ اب جو نواز شریف صاحب کی پٹیشن ہے اس کے بارے میں ذکر جاری ہے ۔ میں عدلیہ کے احترام میں کوئی فرق ڈالنا نہیں چاہتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ لگاتار تین بار اگر برطرفی کے اقدام کو جائز قرار دیا گیا تھا تو اس مرتبہ ہماری عدالت عظمیٰ اس سلسلے کی strong صورت حال کا ضرور جائزہ لے گی ۔ جہاں تک قومی اسمبلی کی برطرفی کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ہمارا معاملہ ہے یہ پہلے بھی نامکمل تھی اس میں ایم کیو ایم کے ۱۲ ارکان کے استعفوں کے بعد اسپیکر صاحب کو نوٹس لینا چاہیئے تھا اور کوشش یہ کرنی چاہیئے تھی کہ اولین وقت میں ضمنی انتخابات کرا دیئے جاتے لیکن ایسا نہیں ہوا اب اگر ایسی قومی اسمبلی جو ہمارے نزدیک نامکمل تھی برطرف ہوتی ہے تو ہمیں اس سلسلے میں کسی قسم کا کوئی اعتراض

نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے میں یہ بھی عرض کر دوں کہ ۱۷ اپریل کو جو تقریر کی گئی تھی اس کے بعد میری ذاتی رائے یہ ہے کہ صدر مملکت مجبور تھے ۔ ۱۸ تاریخ کے اس اقدام کے لیے جو آج یہاں بھی زیر بحث ہے اور عدالت عظمیٰ میں بھی زیر بحث ہے ۔

اسی طرح سے میں یہاں پر جناب نواز شریف کی ۱۷ اپریل کی اس تقریر کا ذکر کرنا چاہوں گا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے سندھ میں امن و امان کی بحالی کی خاطر اپنے ۱۲ دوستوں کی قربانی دی تھی میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے قربانی ضرور دی تھی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ قربانی دینے کے بعد سندھ میں امن و امان کی صورت حال بحال ہوئی ۔ سندھ میں جو صورت حال لگاتار دس ماہ سے جاری ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کل بھی وہاں ہم پر ظلم ہو رہا تھا اور آج بھی ہم پر وہاں ظلم ہو رہا ہے بلکہ حد تو یہ ہے کہ جیسے ضیاء الحق مرحوم کے زمانے میں کوڑوں کی سزا دی جاتی تھی اور وہ پورا دور کوڑوں کی سزا کے دور سے مناسبت رکھتا ہے ۔ موجودہ دور حکومت میں چاہے وہ نواز شریف کا دور ہو ۔ چاہے اب کا ہو ۔ منتخب ارکان قومی اسمبلی کے سروں کی قیمت لگانے کا سلسلہ جو جاری ہے وہ تاریخ میں انوکھے اعتبار سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور یہ جو سروں کی قیمت کا جو رواج ہے کل کی صورت حال یہ تھی کہ ایک حوالدار نے جو direct حوالدار نہیں تھے ۔ ایم کیو ایم Coordination Committee کے بہت سے ارکان کو ٹیلی فون کر کے انہیں ڈرایا دھمکایا اور کہا کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور ان کو kidnap کر لیا جائے گا اور یہ تو خیر دھمکی کا سوال ہے ابھی حالیہ دنوں میں ہمارے ۴ ارکان کے خلاف جس میں Former M.N.A ایک سندھ کے Former Education Minister ایک lawyer اور ایک ایم کیو ایم Coordination Committee کے رکن کے خلاف بغاوت کا مقدمہ درج ہوا ہے اور میری اطلاع یہ ہے کہ آج یا کل ان میں سے تین ارکان اپنے آپ کو surrendor کر دیں گے ۔ پولیس کو گرفتاری پیش کر دیں گے اور پھر اس کے بعد عدالت عالیہ میں کہا جائے گا کہ ان کی ضمانت منظور کی جائے تو یہ صورتحال ہے ۔ ایسی صورتحال میں جناب نواز شریف نے جو ۱۲ ارکان کی قربانی دی تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قربانی سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اور سندھ میں امن و امان کی صورتحال یہ ہے کہ وہ ابھی بھی خراب ہے ۔ حد تو یہ ہے کہ ہمارے چیئرمین کو بھی شہید کیا گیا ۔ ہمارے چیئرمین کو شہید کرنے کے نتیجے میں جو صورتحال پیدا ہوئی تین دن تک کراچی میں ہڑتال رہی ۔ تین دن تک حیدرآباد میں ہڑتال رہی ۔ تین دن تک میرپور خاص میں

ہڑتال رہی اور undeclared تھی اور کسی نے نہیں کہا تھااور اسی وجہ سے ہم نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا ۔ آج یہ دیکھیں گے کہ یہ کس نوعیت کا بائیکاٹ تھا کہ بعض بعض حلقوں میں ایک ایک دو دو ووٹ ڈالے گئے اور پاکستان کے حوالے سے جو Guinness record of books ہے اس میں دوچیزیں شامل ہوں گی ۔ ایک تو عالم چنا کی درازی قد کا معاملہ اور دوسرا یہ ان انتخابات کا کہ جو ہمارے بائیکاٹ کے بعد نہ ہونے کے برابر رہ گئے تھے یہ پارلیمانی تاریخ کا ایک ایسا واقعہ ہے کہ جو ہمیشہ یاد کیا جائے گا اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر قومی اسمبلی تحلیل کی گئی تو صوبائی اسمبلیاں بھی تحلیل کی جانا چاہیئے تھیں ۔ یہ جب ضیاء الحق مرحوم نے قومی اسمبلی توڑی تو اس وقت بھی ساری صوبائی اسمبلیاں توڑی گئی تھیں اور جب بینظیر بھٹو کے دور حکومت میں قومی اسمبلی توڑی گئی تو بھی تمام صوبائی اسمبلیاں توڑی گئی تھیں پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ اس بار اس روش سے ہٹ کر کیوں کارروائی کی جا رہی ہے اور سندھ میں ہمارے بائیکاٹ کے بعد جوضمنی انتخابات ہوئے تھے اس کے بعد تو یہ بات اور بھی واضح ہو گئی ہے کہ سندھ اسمبلی کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور یہ تنہا میری رائے نہیں ہے یہ پی ڈی اے کی بھی رائے ہے اور یہ این ڈی اے کی بھی رائے ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انتخابات میں ہمارے بائیکاٹ کے بعد جو صورتحال پیدا ہوئی ہے اور صرف ہم نے بائیکاٹ نہیں کیا تھا ۔ جماعت اسلامی نے بھی بائیکاٹ کیا تھا یہ این ڈی اے نے بھی بائیکاٹ کیا تھا اور اس میں جو lowest turn out ہوا ہے اس کے بعد تو وہاں کے ضمنی انتخابات کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہی اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہاں کم سے کم اگر اور صوبوں میں صوبائی اسمبلیاں تحلیل نہیں ہوتی ہیں تو سندھ میں تو صوبائی اسمبلی تو ضرور تحلیل ہونی چاہیئے اور جیساکہ میں نے پہلے کہا تھا جب یہ ماضی میں ہو گیا ہے ۔ جب سات سو ووٹ پر رکن صوبائی اسمبلی منتخب ہو ۔ ایسے شہر میں اور ایسے صوبے میں جہاں کے Local bodies کے انتخابات میں Local bodies کے کارکن دس دس ہزار ووٹ لے کر کامیاب ہوں یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ سات سو ووٹوں پر کامیاب ہونے والے لوگ بھی صوبائی اسمبلی کے ممبرز بن گئے ہیں اس مضحکہ خیز صورتحال کا بھی تقاضا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف سندھ اسمبلی dissolve کی جائے بلکہ انتخابی قوانین میں بھی ترمیم کی جائے اور اس طرح سے کی جائے کہ minimum votes کی ایک حد مقرر ہونی چاہیئے اگر ایسے لوگ جو سات سو ووٹ پرمنتخب ہو کر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے رکن بن سکتے ہیں تو اس سےمضحکہ خیز صورتحال جمہوریت کی تاریخ

میں نہیں ہو سکتی ۔ ہمیں یہ سوچنا پڑے گا ۔ آج نہیں تو کل ۔ کل نہیں تو پرسوں کہ کم از کم minimum votes جو ہیں ان کی requirment ہمارے انتخابی قوانین میں کی جائے تاکہ ہم اس ملک میں کم سے کم جمہوریت کا مذاق اڑتے ہوئے نہ دیکھ سکیں ۔

یہ صورتحال ایسی ہے کہ صرف ہمارے لیے ہی نہیں ملک کی تمام ساری جماعتوں کے لیے بھی غور طلب ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس صورتحال پر ملک کی تمام سیاسی جماعتیں غور کریں گی اور جائزہ لیں گی کیونکہ جمہوریت کا استحکام اور ملک کا خود اپنا استحکام اس بات پر منحصر ہے کہ کوئی ایسی بات نہ ہو کہ جس سے پاکستان میں جمہوریت کے بارے میں بے یقینی کی کیفیت پیدا ہو جائے ۔

اب یہ سوال رہا کہ ہمارے دوست سینیٹر سرتاج عزیز نے جو بات کی تھی کہ ملک کا اقتصادی نظام اس action سے متزلزل ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دوست سید اقبال حیدر نے اس سلسلے میں خاصی باتیں کر لی ہیں ۔ لیکن میں یہاں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ اس اقدام سے پنجاب میں کوئی سیاسی یا اقتصادی بدنظمی پیدا ہو ۔ سندھ میں تو پہلے ہی سے سیاسی بدنظمی کا سماں روبہ عمل ہے اور وہ صوبہ جو وسائل کے اعتبار سے ملک کا بہترین صوبہ تھا وہاں اس کی ایک سال سے جو صورتحال ہے اس میں اقتصادی ترقی بالکل منجمد ہو کر رہ گئی ہے اور وہاں نوری آباد جیسی industrial estate میں لگائی جانے والی ہماری صنعتیں جو ہیں وہ پنجاب کو منتقل ہو رہی ہیں ۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر ایک صوبہ ملک کا تہی دامن ہو جائے اور اس صوبے میں کوئی ترقی کی رفتار نہ ہو تو پھر اس سے ملک کی بھی بحیثیت مجموعی صنعتی ترقی کی رفتار متاثر ہونے بغیر نہیں رہے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بات کی جا رہی ہے وہ صحیح نہیں ہے اور اقتصادی ترقی کی صورتحال جو سندھ میں ہے وہ سب کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ لمحہ فکریہ ہے اور اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر یہ بات ہے کہ جب ظلم ہوتا ہے تو قہر خداوندی تو اس میں آتا ہے۔ گردش آتی ہے اور یہ بات اس وقت صحیح ثابت ہوئی جب ماضی میں سہراب گوٹھ آپریشن ہوا اور وہاں شہیدوں کا لہو بہایا گیا اور پھر علی گڑھ کالونی اور قصبہ کالونی میں جو ظلم وستم کے قصے دہرائے گئے اس پر اس وقت کے وزیر اعلیٰ صرف قصوروار نہیں تھے بلکہ اس کے نتیجے میں جونیجو حکومت کی برطرفی عمل میں آئی اور اس سلسلے میں جو دلائل پیش کیے گئے اس میں یہ دلیل بھی شامل تھی

کہ سندھ میں امن کی صورتحال کشیدہ تھی اور بد سے بدتر تھی۔اس لیے جونیجو حکومت کو جانا پڑا۔

پھر اسی طرح سے جب دوسری بار قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کی گئیں تو یہ کہا گیا کہ پکا قلعہ آپریشن جو تھا وہ بھیانک نوعیت کا آپریشن تھا اب جو صورتحال سندھ میں درپیش ہے جو کچھ وہاں ہو رہا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اہل وطن اچھی طرح آگاہ ہیں ۔ اگر سندھ میں یہ صورت حال ہو رہی ہے اور سندھ میں اب تک صورتحال کی نشاندہی صرف ہم نہیں کر رہے ہیں بلکہ سابق وزیر اعظم کے معاون خصوصی نے حالیہ دنوں میں بلکہ کل ایک بیان دیا تھا کہ انہوں نے اس بات کی نشاندہی کر دی تھی کہ اگر اردو بولنے والوں کے ساتھ ظلم ہوا تو اس سے ملک کے مستقبل کو نقصان پہنچے گا اور وہ ہو کر رہا۔

اسی طرح سے غلام حیدر وائیں نے بھی ایک نہیں کئی بار سندھ آپریشن کے بارے میں باتیں کیں اور وہ جو باتیں کیں وہ درست ثابت ہوئیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ صورت حال یہ ہے کہ جو کچھ سندھ میں ہو رہا ہے یہ پورے ملک کے لیے ایک لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اگر سندھ میں ظلم و ستم کی رفتار ختم نہ ہوئی کہ جس کی نشاندہی چوہدری نثار نے بھی اور غلام حیدر وائیں نے بھی کی اور صرف ہم نے ہی نہیں کی تو مجھے خطرہ ہے کہ ایک ایسی صورتحال بھی develop ہو سکتی ہے ۔ جب یہ ملک مارشل لاء کی نذر ہوا اور جمہوریت پسندوں کو جمہوریت سے وابستگی رکھنے والوں کو سوچنا چاہیئے کہ صورتحال کا ازالہ ضروری ہے ۔ سندھ حکومت کا خاتمہ ضروری ہے ۔ سندھ میں انتخابات کرائے جائیں ۔ یہ بھی ضروری ہے اور سندھ میں کم از کم سندھ کی حد تک سندھ کی صوبائی اسمبلی کو تحلیل کر کے وہاں پر قومی اسمبلی کے انتخابات کے ساتھ ساتھ صحیح طور پر انتخابات ہوں ۔ وہاں ایک ایسی انتظامیہ قائم کی جائے ۔ لائی جائے ۔ جس پر صوبے کے تمام عوام کو بھروسہ ہو اور سندھ میں جو صدر غلام اسحاق خان نے وعدہ کیا تھا کہ انتخابات پرامن اور منصفانہ ہوں گے۔ اس کو حقیقی شکل دی جائے اور وہاں پر ایسے حالات پیدا کیے جائیں کہ اس میں ہم بھی انتخاب میں حصہ لے سکیں ۔ پی ڈی اے بھی حصہ لے سکے ۔ این ڈی اے بھی حصہ لے سکے ۔ تمام سیاسی جماعتیں حصہ لے سکیں اور اس طرح سے جمہوریت کو کھوکھلا کرنے کی بجائے جمہوریت کی جڑوں کو مضبوط بنایا جائے ۔ مارشل لاء کے امکان کو روکا جائے اس طرح سے ملک میں جمہوری اقدار کی بحالی ، جمہوری اقدار کی برقراری کے سلسلے کو جاری رکھا جائے ۔ میں یہی باتیں کہنا چاہتا ہوں تھا ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا ۔ میں انہی الفاظ کے

ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی ۔ جی جناب صوبیدار خان صاحب' جی آپ کل بولنا چاہیں گے کہ آج بولنا چاہیں گے ؟

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ آج ہی ۔

جناب چیئرمین ۔ اچھا ٹھیک ہے ۔ اس کے بعد ابراہیم خان صاحب بولنا چاہتے ہیں وہ بھی زیادہ لمبی نہیں بات کرتے ہوتے ۔ تو پھر آپ کر لیں ۔ آپ بھی آج کرنا چاہتے ہیں ۔ اچھا چلو' جی ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین صاحب ! میں بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے ۔

جناب چیئرمین ۔ آج دو بجے تک کرتے ہیں ۔ Lets' get through with this ٹھیک ہے ۔ آج دو بجے تک ہو جائے تو ٹھیک ہے یا ڈیڑھ بجے تک ہو جائے؟

جناب محمد طارق چوہدری۔ ایک بجے جہاز سے مجھے جانا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اچھا ٹھیک ہے ۔ We will try ابراہیم خان صاحب یہ پہلے بول لیں پھر آپ بعد میں بول لیں ۔ ٹھیک ہے ؟

جناب محمد ابراہیم خان ۔ نہیں جناب ۔ ہر روز میرا نمبر ساتواں ہوتا ہے ۔ آج بھی ساتواں ہے ۔ ہر روز ساتواں ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال باری تو آئے گی ۔ صرف adjustment کی بات ہے ۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ نہیں جی ۔ میں اس سلسلے میں تعاون نہیں کر سکتا ۔ میرا گلا خراب ہے ۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ جلد بولوں ۔

جناب چیئرمین۔ اچھا اچھا ۔ جی جناب صوبیدار صاحب!

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ جناب چیئرمین صاحب ! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے موقع دیا ہے ۔ میں وعدہ کرتا ہوں

کہ پہلے تو میں ٹائم کم لوں گا اور جو بات کروں گا انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ کیچڑ نہ اچھالوں اور صحیح نکر اور صحیح بات کروں اور ڈرامہ نہ کروں اور صحیح عوام تک اور اس فلور پر صحیح گفتگو کروں ۔

جناب والا! بات اسمبلی کے dissolution کے بارے میں ہو رہی ہے ۔ جب سے اسمبلی dissolve ہوئی ہے ۱۸ تاریخ کو ' اسی دن سے آج تک جو عوامی ردعمل ہے اس بارے میں وہ تو انشاء اللہ ساری قوم نے دیکھا ہے اور صدر صاحب نے بھی دیکھا ہے ۔ یہ ۱۸ تاریخ کو جو dissolution ہوا یہ تیسری اسمبلی ہے ۔ میں کہتا ہوں سر کہ ماچس کی تین تیلیاں اکٹھی کی جائیں اور وہ توڑی نہیں جا سکتی ہیں اور ہمارے ملک کی بدقسمتی سے اسمبلی کو ایسے توڑا جا سکتا ہے کہ ایک ماچس کی تیلی سے بھی آسان اورسستی اور فضول چیز سمجھی جاتی ہے ۔ اس کو نہیں دیکھا جاتا ہے کہ یہ بارہ کروڑ عوام جو ان معزز ایوانوں میں اپنے نمائندے بھیجتے ہیں اور اس وقت کو نہیں دیکھا جاتا جب یہ لوگ ووٹ دینے آتے ہیں ۔ سردی میں گرمی میں بارش میں ۔ کس امیدوں سے کس ولولے سے کس انداز سے ووٹ دیتے ہیں ۔ اس کو تو نہیں دیکھا جاتا صرف اس کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنی انا کو بچائیں اور آج سے پینتالیس سال تک آج تک میں دعوئی سے کہتا ہوں کہ کسی نے ' کسی سربراہ نے اس ملک کی خاطر ' اس کے عوام کی خاطر اور اس غریب عوام کو جو ہمارے ملک پیسا جا رہا ہے اس کو کسی نے نہیں دیکھا۔ میں مکمل طور پر اس اسمبلی کے dissolution کے بارے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ غیر اخلاقی' غیر آئینی اور غیر مہذب اور کسی قانون میں اسمبلی توڑنے کا اختیار صدر صاحب کو نہیں تھا۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر صدر صاحب کو وزیر اعظم صاحب سے کچھ شکایت تھی تو اندر بھی یہ فیصلے ہو سکتے تھے لیکن یہ بارہ کروڑ عوام کا استحصال اور بارہ کروڑ عوام کی ذلت لیکن ہمیں برداشت نہیں ہے۔ میں مجھے پتہ نہیں ہے کہ جو آج کیئرٹیکر گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے کیسے برداشت آتی ہے اور کیسے یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ کل کے یہ X [XXXX] آج بیٹھے ہوئے ہیں یہاں منسٹر بنے ہوئے ہیں۔جناب۔

جناب چیئرمین۔ جی پوائنٹ آف آرڈر ۔

X[XXXXXX] I think that is correct, I think we should avoid use of these words.

جی حذف کئے جائیں جی ۔ expunge کئے جاتے ہیں

+بحکم جناب چیئرمین حذف کیا گیا۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب میں یہ کہتا ہوں کہ صدر صاحب کو خوش ہونا چاہیئے کہ آج ایک

جناب چیئرمین۔ جی کل کی تقریر میں اقبال حیدر صاحب نے اس قسم کے الفاظ استعمال کیے تھے +++++ وہ بھی expunge کئے جاتے ہیں وہ بھی expunge کیے جاتے ہیں۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب صدر صاحب کا بڑا احترام تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صدر صاحب نے جو پچاس سال جو گزارے ہیں اچھے گزارے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ وہ مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا کہ House of Commons میں ایک تقریر ہو رہی تھی تو کسی نے کہا کہ بھئی یہ جھوٹا ہے۔ He is a liar انہوں نے کہا جی یہ unparliamentary ہے تو پھر اس نے کہا کہ He is guilty of barberic in exactitude تو میرا خیال اس طرح آپ بھی ذرا مہربانی کر کے مہذب الفاظ استعمال کریں۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب میں کوشش کروں گا جی۔

جناب چیئرمین۔ جی بالکل صحیح ہے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ صدر صاحب کو اس dissolution سے پہلے، بلکہ دو سال پہلے خوش ہونا چاہیئے تھا کہ ایک باصلاحیت نوجوان، جس میں جرات تھی اس قوم کو بنانے میں، اس قوم کو ترقی دینے میں، ان کو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ آج ہمارے پاس پاکستان میں ایسا ایک نوجوان ابھر آیا ہے جس کو اس قوم کی، اس کے عوام کی، اس غریب عوام کی، دل میں درد اور دل میں یہ خواہش ہے کہ اس قوم کو میں کچھ دے کر دوں۔ لیکن افسوس، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک صنعتکار نے اس ملک کی خدمت کے لیے جو قدم بڑھایا، ہمارے جاگیرداروں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ اس کو آگے بڑھنے دیا جائے اور اس ملک کی ترقی اور اس کے عوام کی خوشحالی کے لیے آگے بڑھا جائے۔

*بحکم جناب چیئرمین حذف کیا گیا۔

جناب صدر صاحب نے کافی اعتراضات کیے اور کل جو ہمارے یہاں اس معزز ایوان میں ماتم ہوا ' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اور صرف ڈراما تھا ۔ نہ ان کو اس عوام کے لیے نہ اس ملک کی خاطر اس کے دلوں میں کوئی جذبہ تھا ۔ نہ اس کو احساس تھا کہ عوام کس ڈگر پر جا رہا ہے ۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ نواز شریف جب آئے --- میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ پینتالیس سال سے کسی نے پانی کی تقسیم کی ؟ یہ جرات کس نے کی؛ پانی کی تقسیم ایسا معمولی مرحلہ نہیں تھا لیکن ہماری گورنمنٹ نے' نواز شریف صاحب نے اس کے لیے فیصلہ کیا ۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ پھر جناب اس کے بعد سی سی آئی کی میٹنگ ' جو کافی عرصہ سے مطلوب تھی ۔ سی سی آئی کی میٹنگ بلا کر صوبائی خودمختاری دی ۔ ہر صوبے کو جس کا پینتالیس سال سے مطالبہ تھا کہ ہمارے حقوق دیئے جائیں۔ ہر صوبے کو چاروں صوبوں کو اپنے حقوق دیئے ۔ دولت دی (development) کے لیے ' اضافی فنڈ دیا اس کی ڈویلپمنٹ کے لیے ' ہر صوبے کے لیے جو کچھ کیا وہ سب کے سامنے ہے ۔ جناب صدر صاحب نے کہا کہ نوجوانوں کو ٹیکسیاں دیں' تعجب مجھے یہ ہے کہ اگر ایک شخص اپنے جوانوں کو ایک باعزت ' باوقار روزگار مہیا کر سکتا ہے تو اس میں یہ ٹیکسی ڈرائیور کا--- مجھے سمجھ نہیں آتی ' کوئی ایسا دھندا تو نہیں ہے کہ انہوں نے یہ allegation لگایا ہے کہ جوانوں کو ٹیکسیاں دیں ۔ جناب ! مجھے پتہ ہے ' میں نے کئی ٹیکسیوں میں سواری کی' جوانوں کے ساتھ میں بیٹھا تقریبا تین چار بندوں کو تو میں کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے مجھے کہا کہ تین سال' دو سال سے ہم نے بی اے کیا' ایم اے کیا' ہمیں نوکریاں نہیں ملیں اور ! آج ہم نواز شریف کے غلام بن گئے ۔ اتنے خوش تھے کہ آج ہم عزت سے اپنے گھر کو اور بچوں کو پال سکتے ہیں ۔ انہوں نے کہا ہمیں شام کو دو چار سو روپیہ گھر لے جا کر اپنے بال بچوں کا اور اپنے بہن بھائیوں کا پیٹ پالتے ہیں ۔ میں آج بھی دعوٰی سے کہتا ہوں کہ اگر آج بھی نواز شریف ایک کال ساری ٹیکسیوں کو دے' میرے خیال میں جتنی بھی ٹیکسیاں ' دس ہزار بیس ہزار ٹیکسیاں پاکستان میں ہیں وہ منجمد ہو جائیں گی ۔

جناب آپ کے توسط سے یہ بھی کہتا ہوں کہ آپ امریکہ اور یورپ کے ملکوں میں جا کر دیکھ لیں وہاں پر جہاں تعلیم ۹۸ فیصد ۱۰۰ فیصد ہے ۹۵ فیصد ہے وہاں کے لوگ بھی ٹیکسیاں چلاتے ہیں ۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ میرے خیال میں سارے بھائیوں نے دیکھا ہو گا جو امریکہ گئے ہیں ۔ میں ابھی حال ہی میں امریکہ سے واپس آیا ہوں ۔ وہاں خواتین جو ہیں بسیں چلاتی ہیں' بڑے بڑے چالیس پچاس فٹ کے لمبے ٹریلر چلاتی ہیں ۔ کیا آج کا امریکہ جو دنیا

میں سب سے مہذب ترین ملک ہے ان کے جو ایم اے ' بی اے ' پاس کیے ہوئے لوگ ہیں وہ ٹیکسی چلاتے ہیں تو کیا ہمارے پاکستانی جوان اگر تعلیم حاصل کر کے اپنا روزگار نہیں ڈھونڈ سکیں اور عزت کے ساتھ اپنے لیے پیسہ کمائیں تو اس میں کیا جرم ہے ؛ کیا نوجوانوں کے ہاتھوں میں کلاشنکوف دیئے جائیں۔ کیا نوجوانوں کو منشیات ہیروئن اور شراب کا عادی کیا جائے ؛ جناب ہم نے دیکھا ہے کہ آج کل کے نوجوان جن کو روزگار نہیں ملتا ہے' نوکری نہیں ملتی ہے وہ نشہ کرتے ہیں اور کلاشنکوف ہاتھ میں لیے پھرتے ہیں ۔ یہی کلاشنکوف کلچر' یہ کیا ہے ' یہ صرف بیروزگاری ہے۔ بیروزگاری۔ نواز شریف نے یہ صرف اس لیے کیا ہے کہ اپنی قوم کے نوجوانوں کے اندر اعتماد پیدا کیا جائے ۔ نوکریاں اس لیے بند کی ہیں کہ ہمارے ہاں میٹرک پاس لڑکا جو ہے وہ کہتا ہے کہ ہمیں کسٹم کی نوکری دو ۔ جتنے بھی ہمارے معزز بھائی ہیں ان سے پوچھ لیں کہ سب ان کے پیچھے پھرتے ہیں کہ بھائی ہمیں کسٹم کی نوکری دو ۔ ہمیں پولیس میں نوکری دو ۔ ہمیں ایف آئی اے میں نوکری دو ۔ ایسی نوکری مانگتے ہیں جہاں ذلت اور رشوت کا دہندہ چلتا ہے ۔ جناب اگر ایک شخص اس ملک کے نوجوانوں اور آنے والی نسلوں کے لیے کچھ کرتا ہے تو وہ بدنام ہوتا ہے کہ اس نے کچھ نہیں کیا ہے ۔ اس نے نوکریاں نہیں دی ہیں ۔ کل اعلان ہوا ہے کہ ۶۰ ہزار نوکریاں ہیں ۔ یہ سب غلط ہے ۔ یہ سب نواز شریف کی حکومت کو بدنام کیا جا رہا ہے کہ اس نے نوکریاں نہیں دی ہیں ۔ اگر ہے بھی تو نواز شریف کی حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ نوجوانوں کو اعتماد میں لیا جائے ۔ نوجوانوں کو نوکریوں کے اس رشوت کے دہندے سے ہٹایا جائے تاکہ وہ اپنی محنت سے حلال کی کمائی کھائے ۔ نواز شریف نے تین لاکھ ساڑھے تین لاکھ روپے کے قرضے مقرر کئے تھے ۔ صرف اس وجہ سے کہ اپنے نوجوان صحیح روزگار اور حلال کی کمائی کھائیں ۔ اس میں کیا عیب تھا ۔

جناب! اس کے بعد کہا گیا کہ سیلاب میں عورتوں کو بےعزت کیا ۔ مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک وزیر اعظم چاروں صوبوں میں مملکت کا کام بھی سنبھالتے ہوئے ہر شام کو وہ اس گھر میں جاتا تھا جہاں سیلاب آیا تھا ۔ یہ ان کی شرافت تھی کہ وہ ہرغریب آدمی کے گھر جاتا تھا اور ان کی عزت کرتا تھا اور ان کے سر پر ہاتھ رکھتا تھا ۔ یہ اس کی شرافت ہے جو اس کے لیے بدنامی بنی جا رہی ہے ۔ یہ بھی اس کی بدنامی ہے کہ جو ہماری بہنیں' بیٹیاں بےعزت ہوتی ہیں وہ ان کی مدد کے لیے ان کے گھر جاتا تھا یہ اس نے غلطی کی ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہماری قوم اور ہمارے لیڈر کس طرف جا رہے ہیں ۔ اگر کوئی شخص کام کرتا ہے تو اس کو ٹوکا

جاتا ہے اگر کوئی کام نہیں کرتا تو اس کو بھی ٹوکا جاتا ہے ۔ خدارا تمام پاکستان سے ، اپنے تمام معزز بھائیوں سے بھی میں اپیل کرتا ہوں کہ خدارا اس ناجائز اور یہ جو اختلافات برائے اختلافات ہیں اس کو بند کیا جائے۔ ہمیں خوش ہونا چاہیئے جناب کہ ہم کو اللہ نے ایسا شخص دیا ہے جو کسی لالچ ، کسی دباؤ کے بغیر وہ اپنا کام کرتا ہے اور ملک کے لیے سوچتا ہے ۔ ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ آج ہمیں ایسا بندہ ملا ہے ۔ مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے جناب ، میں تھوڑا جذباتی بھی ہو جاتا ہوں لیکن میں اپنے آپ پر کنٹرول رکھوں گا ۔

جناب پھر موٹر وے کے بارے میں کہا گیا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ موٹر وے کا نقصان کیا ہے ؟ جناب آنے والا وقت بتائے گا کہ موٹر وے کے کیا فائدے ہیں ۔ جناب اس کو ثابت کر دیا ہے ۔ عوام پر ظاہر کر دیا ہے کہ موٹر وے کی تکمیل کے بعد ہمارے ملک کی معیشت پر اس کا کیا اثر پڑے گا ۔ جناب گوادر سے لے کر کراچی تک موٹر وے بنے گا اور میں آپ کو بتاؤں کہ آج کام ہو رہے ہیں جہاں بھی جاؤ وہاں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں ۔ کراچی سے گوادر جاؤ وہاں development ہو رہی ہے ۔ ملک کی ریڑھ کی ہڈی جناب میں سمجھتا ہوں کہ تین چیزیں ہوتی ہیں ۔ اگر ملک کو ترقی دینی ہے تو سب سے پہلے ان تین چیزوں پر کام کرنا ہے ۔ سب سے پہلے سڑکیں ، مواصلات ، پھر بجلی اور تیسرے ٹیلیفون ہیں جہاں پر ہر گھر میں ، ہر گاؤں میں ٹیلیفون ہونا چاہیئے۔ یہ کام انہوں نے کیے تو بڑا غضب کیا ، بڑا آسمان گرا دیا کہ نواز شریف نے یہ کام کیوں کیا ۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں خوش ہونا چاہیئے ۔ صدر صاحب اور ہمارے عوام کو عوام تو خیر میں دعوٰی سے کہتا ہوں کہ آج بارہ کروڑ عوام جو ہیں وہ نواز شریف کے ساتھ ہیں ۔ انہوں نے اس کو ثابت کر کے دکھایا ہے ۔ جناب کل جو ڈرامہ ہوا اور ماتم ہوا کہ --- --- میں بہت مشکور ہوں اپنے صحافتی دوستوں کا اور اخبارات کا کہ انہوں نے وہ میرے لفظ یعنی جو احتجاج کیا ہے وہ نہیں لکھا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ نواز شریف کہتا ہے کہ جاگ پنجابی جاگ۔ جناب میں یہ کہتا ہوں کہ نواز شریف کراچی میں آپ نے دیکھا ہے جو اس نے جلوس کیا ہے میں کہتا ہوں کہ وہ جلوس کراچی کی تاریخ کا سب سے بڑا جلوس تھا یہ ثبوت نہیں ہے تو اور کیا ہے ۔ یہ جاگ پنجابی جاگ ہے ۔ جناب کوئٹہ میں میں نے خود دیکھا ہے ۔ اگر میرے بھائی یہاں پر موجود ہوں تو میں تائید کرتا ہوں کہ آج تک کوئٹہ میں ایسا جلسہ نہیں ہوا ہے ۔ ریکارڈ ہے جناب لوگ دیوانے ہو رہے تھے ۔ گیارہ کلومیٹر تک لوگ پیدل جا رہے تھے

جلوس کے ساتھ ۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے ۔ صرف اخبار میں دیا تھا کہ نواز شریف آ رہے ہیں اس تاریخ کو ۔ کیا وہاں پٹھان نہیں ہیں ۔ پھر پشاور میں جناب آپ نے حالت دیکھی۔ ہمارے بھائی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ بتا دیں کہ کس طرح ان کی پذیرائی ہوئی ۔ کیا وہاں بھی پنجابی تھے۔ جناب بہت افسوس ہے مجھے کہ ایسی باتیں لوگوں کے ذہنوں کو، عوام کے ذہنوں کو خراب کرنے کے لیے کی جا رہی ہیں ۔ یہ ملک توڑنے والے اشخاص ہیں ۔ جناب ایک دفعہ ۱۹۷۱ میں ملک توڑا اور پھر آج ملک توڑنے کے باتیں کر رہے ہیں ۔ جناب کہاں گیا پیپلز پارٹی کا اصول ، مجھے بتائیں آج جو بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ پہلے کہتے تھے کہ Go Baba Go میں حافظ حسین صاحب کا مشکور ہوں (انہوں نے کہا) کہ کچھ لو بابا کچھ دو ۔ کہاں گئی سیاست، اقتدار کے لیے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آ جاؤ میدان میں آ جاؤ ۔ الیکشن کرا لیں ۔ صدر صاحب کو کوئی آدمی نہیں ملا تھا۔

جناب بہت افسوس کی بات ہے ۔ آپ سے نجکاری کی بات ہو رہی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو دے رہا تھا ۔ میں کہتا ہوں کہ ایک بینک جو دیا لیبر کو، کیا وہ لیبر ساری نواز شریف کے بھانجے اور بھتیجے اور مامے کے بیٹے تھے ۔ جناب چار فیکٹریاں دی ہیں لیبر کو یہ سارے نواز شریف کے رشتہ دار تھے ؛ کھلے عام بولی لگی ہوئی تھی ۔ میں نے خود دیکھی ہے وہ بولی جو نجکاری کے لیے تھی ۔ اب کہتے ہیں کہ اتنا سستا دے دیا ہے ۔ بھئی میں کہتا ہوں کہ انہوں نے کیوں نہیں لے لیا ہے ۔ جو ہماری حکومت کے کارخانے تھے ، کروڑوں روپے گورنمنٹ کے خزانے سے وہاں جاتے تھے ان کو سنبھالنے کے لیے ۔ لیبر کو تنخواہ دینے کے لیے کیا ان کو یہ احساس نہیں تھا کہ حکومت کے خزانے سے کروڑوں روپے ہماری جو ناکام صنعتیں تھیں ان کو feed کرنے کے لیے ، لیبر کو تنخواہیں دینے کے لیے جاتے تھے اور ایک پائی ان کی کمائی نہ تھی ۔ یہاں کہتے ہیں کہ فلاں فیکٹری جو سیمنٹ بنا رہی ہے ۔ دو چار فیکٹریاں ان کی نظر میں آتی ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ جو ۱۲۰ یا ۱۴۰ فیکٹریاں جو نقصان میں جا رہی ہیں ۔ ان کو وہ نظر نہیں آتیں ۔ یہ ۴ فیکٹریاں سیمنٹ کی نظر آ رہی ہیں ۔ ان کو یہ تکلیف نہیں ہے کہ ۱۳۰ یا ۱۴۰ فیکٹریاں جو نقصان میں جا رہی ہیں ان کو گورنمنٹ کا جتنا پیسہ مل رہا ہے لیبر کے لیے ۔ ان کو نظر نہیں آ رہا ۔ یہ چار فیکٹریاں نظر آ رہی ہیں ۔ کیونکہ جو پیسے کما رہی ہیں وہ بھی ٹیکس کی وجہ سے کما رہی ہیں ۔ جناب سٹیل مل کی حالت دیکھیں ۔ ۱۴ ہزار آدمی کی ان کو ضرورت ہے ۔ تین شفٹ چلانے کے لیے ۔ کوئی آدمی زبان کھول کر بتائے کہ وہاں پر تیس ہزار آدمی لگے ہوئے ہیں ۔ کیوں ہو رہا ہے ۔ ۳۰

ہزار آدمی وہاں کام کر رہے ہیں ۔ مجھے معلوم ہے میں Standing Committee کا ممبر تھا ۔ میں وہاں گیا تھا میں نے اعتراض کیا کہ ۲۰ ہزار آدمی کس وجہ سے لگا رہے ہیں جب کہ آپ کو سٹیل مل چلانے کے لیے تین شفٹ کے لیے ۱۴ ہزار آدمی چاہئیں۔ تین ہزار آفیسرز ہیں ۔ جناب میں آپ کو یہ بھی کہتا ہوں on record کہ سٹیل مل کا ایک مزدور دس ہزار روپیہ تنخواہ لیتا ہے ۔ سولہ ہزار سترہ ہزار روپیہ ڈرائیور تنخواہ لیتا ہے ۔ اس پر کسی نے بات کی ؟ کیوں پھر یہ خاموش ہوتے ہیں ؟ کے ایس ای میں جناب ایک مزدور کا ہر مزدور کا دو گھنٹے اوور ٹائم لگتا ہے ۔ اگر وہ چھ گھنٹے یا آٹھ گھنٹے کام کرے اس کا دس گھنٹے لکھا جاتا ہے ۔ اس پر کسی نے بات کی؟ میں سندھ کے حکمرانوں کو سندھ کے ٹھیکیداروں کو بولتا ہوں کسی نے اس پر اعتراض کیا کہ کتنے ہمارے گورنمنٹ کے ادارے نقصان میں جا رہے ہیں ۔ اس پر آج تک کسی نے بات کی؟ یہ ملک کا خزانہ لوٹا جا رہا ہے اس پر کسی نے بات کی؟ مجھے بہت افسوس ہے کہ ایک شخص ایک جوان آج ہماری قوم میں سے ابھرا ۔ اس نے اس ملک کی خاطر اس قوم کی خاطر اس غریب عوام کی خاطر جو کچھ کیا اس کی مثال ۴۵ سال میں ہمیں نہیں ملتی ۔ آج کہہ رہے ہیں اس لیے کہ نواز شریف آگے بڑھ جائے گا اور نواز شریف کے سامنے اور کوئی نہیں کھڑا ہو گا ۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر نواز شریف کو دو تین سال ملتے اور یہ میں دعوٰی سے کہتا ہوں ۔ ٹھیک ہے میں سمجھتا ہوں کہ تین یا پانچ سال میں اس ملک کی کایا نہیں پلٹ سکتی لیکن جو نواز شریف کا پروگرام تھا جو نواز شریف کا اقتصادی پروگرام تھا۔ یہ میں دعوٰی سے کہتا ہوں کہ پانچ سال کے بعد نہیں دس سال کے بعد وہ رنگ لاتا۔ لیکن وہاں تک نہیں چھوڑا کیوں نہیں چھوڑا ۔؟ اس لیے کہ اگر نواز شریف آگے بڑھ جائے اور یہ development ہو جائے ۔ یہ ملک ترقی کر جائے یہ غریب عوام اپنی حلال روزی کمانے تو ہمارے پیچھے کون جائے گا؟ صرف اس خاطر سے نواز شریف کو ہٹایا گیا اور پیچھے بھی ہاتھ تھا۔

جناب صنعتیں لگائی گئیں ۔ ۱۹۷۱ میں جب بھٹو صاحب اقتدار میں آئے ۔ جناب میں نے خود دیکھا ۔ جس فیکٹری کا بنیاد لگا ہوا تھا وہ فیکٹری بند ہو گئی ۔ جو مشینری آئی تھی اس نے زنگ پکڑ لیا پھر جناب ضیاء الحق صاحب شہید آئے ۔ انہوں نے منت کر کے لوگوں کو سوال کر کے کہا آو اس ملک میں صنعتیں لگاؤ ۔ کچھ تسلی دی ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہاں پر جو محنت کرتا ہے اس کے بعد اعلان ہوتا ہے کہ فیکٹریاں بن گئیں۔ ہمارا اقتدار آ گیا ہے ---

جناب چیئرمین۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب ۔

حافظ حسین احمد ۔ عرض ہے کہ وہ اپنی آواز دھیمی رکھیں ۔ عالم علی لالیکا صاحب کے آرام میں خلل پڑ رہا ہے بار بار ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب مندوخیل صاحب ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب پھر بیان آتا تھا کہ بھئی جب ہمارا اقتدار آئے گا تو پھر ہم ساری صنعتوں کو قومی ملکیت میں لے لیں گے ۔ تو یہ جناب اس قوم کے ساتھ کہاں کی ہمدردی ہے ۔ جب اس ملک میں اس قوم میں ترقی کے لیے Industries Roads یہ چیزیں نہ ہوں تو یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا ۔ آج جناب سب دنیا کو معلوم ہے نواز شریف کس کس ملک میں گئے ۔ کس کس آدمی کو انہوں نے ہاتھ جوڑ کر نہیں کہا کہ آو بھئی ہمارے پاکستان کے حالات سازگار ہیں اور آپ اس ملک میں آ کر Industry لگائیں۔ بڑی محنت بڑی جدوجہد بڑی تکلیف سے ہمیں معلوم ہے کہ انہوں نے یہ کوشش کی اور لوگوں کو باہر کے Industrial Investors کو راضی کیا۔ وہ یہاں آئے۔ Planning شروع ہوا ۔ پاکستان کی کمر توڑ دی ۔ ڈائیوو کمپنی جو روڈ بنا رہی ہے ۔ اس کے بعد کئی سو ملین کا منصوبہ اس پاکستان کے لیے بنایا تھا۔ جناب اگر ڈائیوو کا ایک کارخانہ لگ جاتا تو کتنے ہزار آدمی ہمارے اس میں کھپ جاتے ۔ لیکن آج وہی ڈائیوو کمپنی کہہ رہی ہے کہ میں اس پر دیکھوں کہ میں اس پر کام کر سکتا ہوں یا نہیں ۔ باہر سے پیسہ لاتے ہیں ۔ محنت کرتے ہیں ۔ نواز شریف ہمارے لوگ کہتے ہیں کہ پیسہ کیوں لائے ہو ؟ یہاں کیوں Industry لگا رہے ہیں ؟ کیوں آبادی ہو رہی ہے ؟ کیوں غریبوں کا خیال کیا جا رہا ہے؟

میں عوام سے پوچھتا ہوں کہ آج جو ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ میں عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ آج جو کام ہو رہا ہے جو کام ہم نے کیا ہے ۔ ڈھائی سال میں جناب کوئی کر کے دکھائے۔ آج میں عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ ان سے پوچھیں کہ ترقی کی رفتار جس انداز سے ہو رہی تھی۔ وہ کیوں رکی؟ میں یہ کہتا ہوں کہ نواز شریف کا کوئی نقصان نہیں ہوا ۔ یہ ہمارے ۱۲ کروڑ عوام کا نقصان ہوا ہے ۔

جناب والا! یہاں پر کہا گیا ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ طوفان میں نواز شریف نے جو کردار ادا کیا ۔ نہ اس نے کیچڑ دیکھا نہ اس نے پانی دیکھا نہ دریا دیکھا نہ اس نے رات دیکھی نہ اس نے دن دیکھا ۔ ہر گھر ہر جگہ جاتے تھے ۔ اپنے ہاتھوں سے جناب میں نے دیکھا مٹی سے دیوار

بنائی ۔ یہ کوئی جناب مذاق نہیں ہے کہ ایک وزیراعظم کسی غریب کے گھر جاتا ہے نہ اس نے بدبو دیکھ ہے ۔ ہم نے گاوں دیکھا ہے ۔ جس طریقے سے وہاں بیل اور بھینیں بندھی جاتی ہیں اور بدبو ہوتی ہے ایک وزیر اعظم جو کہ محلوں میں رہتا ہے ۔ اس کی عمر ۴۵ یا ۴۶ سال ہے ۔ آج تک ایسے علاقے میں نہیں گیا تھا۔ یہ صرف اس کے دل میں ہمدردی تھی کہ جہاں ہمارے غریب عوام سیلاب میں تباہ ہونے ہیں ان کی حوصلہ افزائی ہو ۔ دل آزاری نہ ہو ۔ یہ انہوں نے گناہ کیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ اب آپ ختم کریں آج تو آپ نے بہت لمبی تقریر کی ہے ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب میں دو سال سے نہیں بولا ۔ آج میں بولا ہوں ۔ دل کرتا ہے کہ لوگوں کی حالت دیکھ کر میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں آج فلور پر بتاوں تاکہ شاید لوگوں کو معلوم نہ ہو میں اس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جس نے آج تک گورنمنٹ سے کوئی مفاد حاصل نہیں کیا ۔ میرے والد صاحب نے ۱۹۴۵ میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تھی ۔ آج میں اس تاریخ (۹۲-۵-۱۲) تک مسلم لیگ میں ہوں ۔ میں اپنے آپ پر فخر کرتا ہوں ۔ میں آج تک کسی پارٹی میں شامل نہیں ہوا ۔ نہ میرے خاندان نے کسی پارٹی میں شمولیت کی ہے ۔ میں اس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں ۔ یہ ریکارڈ پر ہے کہ میرے والد صاحب نے ۱۹۴۷ء میں ۱۶ ٹرک آزادکشمیر بھیجے ہیں ۔ اسلحہ، پیسے کے ساتھ ۔ Political Agent Zhob کی good Book میں پڑا ہوا ہے ۔ مجھے درد ہے اس قوم کا ۔ مجھے درد ہے اس ملک کے لیے میں نے جو کمایا ہے ۔ میں نے اللہ کے فضل و کرم سے کمایا ہے ۔ مجھے آج بھی کہہ رہے ہیں کہ تمہیں نقصان ہو جائے گا ۔ تم ایسی باتیں مت کرو ۔ یہ مت کرو ۔ ایسی باتیں مت بولو۔ میں نے کہا مجھے اللہ پر بھروسہ ہے ۔ میرا جو ضمیر کہتا ہے ۔ انشاء اللہ میں وہ کروں گا ۔ مجھے آج بھی کہا جا رہا ہے کہ تمہیں کل نقصان ہو جائے گا ۔ میں نے کہا کہ یہ گورنمنٹ مجھے نقصان پہنچائے گی؟ میرا رب میرے ساتھ ہے ۔ دنیا کی کسی چیز کی مجھے ضرورت نہیں ۔

جناب! آج جو باتیں ہو رہی ہیں ۔ ایک پاکستان کو توڑ دیا گیا اور اب اس کو توڑنے والے ہیں ۔ میں اپنے عوام سے، اپنی قوم سے ، غریب عوام سے ، سب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اللہ سے التجا کریں اور میں بھی التجا کرتا ہوں کہ ہم سب کو توفیق دے کہ وہ اپنے بال بچوں میں عزت کی روٹی کمائیں اور عزت کی زندگی بسر کریں ۔ پاکستان کی سالمیت اور بقا کے لیے اللہ

ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے لیے کچھ کر کے دکھائیں۔

جناب والا! نواز شریف ایک مرد مجاہد نکلا۔ لیکن اس کو بھی نکال دیا گیا میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آج اگر الیکشن ہو گیا تو نواز شریف چاروں صوبوں سے جیتے گا۔ میں جناب والا! ایک آخری بات کرتا ہوں۔ نواز شریف صرف پنجاب کا بندہ نہیں ہے۔ صرف پنجاب کا وزیر اعظم نہیں تھا۔ بلکہ بلوچستان میں لوگ اس پر قربان ہو رہے ہیں۔ سندھ میں لوگ قربان ہو رہے ہیں۔ فرنٹیر میں لوگ قربان ہو رہے ہیں۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ جو باتیں ان کے خلاف ہو رہی ہیں وہ صرف تعصب پھیلانے کے لیے ہو رہی ہیں۔ یہ باتیں پہلے بھی ۱۹۷۱ء سے ہو رہی تھیں اور پھر پاکستان کے دو ٹکڑے ہو گئے اور آج پھر ایسی باتیں ہو رہی ہیں۔ جناب والا! مجھے اپنی قوم پر اپنے غریب عوام پر، اپنے ملک پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ ملک کو توڑنے کے خلاف سر دھڑ کی بازی لگائیں گے۔ انشاء اللہ یہ ملک نہیں ٹوٹے گا۔ یہ سازشی یہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی کوئی بات نہیں سنی جائے۔

جناب! یہ باتیں بہت افسوسناک ہیں کہ نواز شریف کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جاگ پنجابی جاگ۔ ایسی بات نہیں ہے وہ سندھ میں گیا ہے، صوبہ سرحد میں گیا ہے۔ صوبہ بلوچستان گیا ہے۔ نواز شریف چاروں صوبوں کا ایک مکمل لیڈر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نواز شریف نہ صرف پنجاب کا لیڈر ہے بلکہ پورے ملک کا لیڈر ہے۔

پاکستان کے استحکام اور پاکستان کی بقا کے لیے کام کرنے کی اللہ تعالیٰ نے نواز شریف کو ہمت دی ہے اور ہم انشاء اللہ اس کی بقا کے لیے کام کر کے دکھائیں گے۔

جناب والا! نواز شریف نے کام کر کے دکھائے ہیں۔ اس نے یہ کبھی نہیں بولا کہ میں فلاں کام کروں گا۔ بلکہ کام کر کے دکھائے ہیں۔ اس طرح لوگوں نے دیکھا ہے کہ نواز شریف میں کیا ہمت ہے اور کیا کر رہے ہیں۔ یہ دھوم دھڑنگ باتیں کرنا نواز شریف کے بس میں نہیں اور نہ ہی وہ ایسی باتیں کرتا ہے بلکہ وہ کام کر کے دکھاتا ہے۔ جناب والا پوائنٹس تو بہت ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، اب آپ wind up کریں۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ ---

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ اقبال حیدر صاحب کو زیادہ وقت دیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ وہ ذرا میری عدم موجودگی کا فائدہ اٹھا گئے شروع میں ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ نہیں جناب ۔ آپ بھی تھوڑا لحاظ کرتے ہیں ۔ حیدر بھائی نے جو باتیں کیں ۔

جناب چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب نے تھوڑا سا-----

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جو ہاتھ ہلایا اس سے آپ ڈر گئے ۔ میں شریف آدمی ہوں ، آرام سے بول رہا ہوں ۔ آپ میرا لحاظ نہیں کرتے ہیں ۔ میں ڈرامہ کروں تو شاید آپ مجھے اور وقت دے دیں ۔

جناب چیئرمین۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ میں ان الفاظ سے ایک دفعہ پھر اپنی قوم سے اور اپنے صحافی حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ --- جناب ' ایک بات اور کرنی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیں ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ میں نے کئی دفعہ اپنے صحافی بھائیوں سے کہا کہ ایک قوم جو بنتی ہے (میرے اپنے نظریہ کے مطابق ' ہو سکتا ہے کہ یہ صحیح نہ ہو) اس میں دو طبقے ہیں جن کو میں ریڑھ کی ہڈی سمجھتا ہوں ایک ماسٹر صاحبان ہیں اور دوسرے صحافی حضرات ہیں اور بھی بہت سارے عوامل ہیں ۔ یہ نہیں ہے کہ اور لوگ نہیں ہیں لیکن main کردار جو ہے یہ ان دو طبقوں کا ہے ۔

ایک ماسٹرحضرات ہیں جو کہ بچوں کو ' لڑکوں کو چار سال سے لے کر بیس بائیس سال تعلیم دیتے ہیں جو ان کو اچھا' باوقار' باصلاحیت نوجوان اور طالب علم بناتے ہیں اور پھر ان کو فارغ کر دیتے ہیں۔ یہ اس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ نمبر (۲) میرے نزدیک اخبار' ٹی وی اور میڈیا ہے ۔ جناب اخبار کا کیا رول ہے ۔ میں اگر آج کہوں--- یہ off the record ہے۔ سن لیں کہ کل پرسوں میں اس ملک کو توڑنے والا ہوں اور یہ کروں گا اور وہ کروں گا تو اس بات کی میری سرخی ہیڈ لائن پر لکھی جائے گی اور اگر میں اس ملک کے لیے اس قوم کے لیے پیغام دوں کہ اے

میرے بھائیو! اس ملک کے لیے اس قوم کے لیے آپ تھوڑی ہمت کریں اور ہمدردی ظاہر کریں اور محنت کریں اس قوم کو بنانے کے لیے تو یہ بات نیچے سرخی میں لکھی جانے گی بلکہ سرخی ہو گی ہی نہیں بلکہ نیچے لکھا جائے گا۔ تو ایک قوم کے moral کو اونچا کرنے کے لیے میڈیا اور اخبار بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر قوم کا moral اونچا کرنا ہو تو ہمارے اخبار بڑا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہم جب صبح ناشتہ کرتے ہیں تو آنے دن اخباروں میں یہ پڑھتے ہیں کہ وہاں چوری ہوئی وہاں اتنے آدمی مر گئے۔ اس نے وہاں rape کیا، وہاں یہ ہوا وہاں وہ ہوا، تو جو چیز ناشتے میں ہوتی ہے اس کو کھانے کے لیے دل نہیں چاہتا ہے تو میری اخبار والوں سے گزارش ہے کہ ایسی باتیں کم لکھا کریں تاکہ ہمارا مورال بلند ہو سکے۔ پہلے ہی ہمارا moral ۱۹۷۲ء کے بعد ختم ہو گیا ہے۔ قوم کے moral کو صحیح بنانے کے لیے صحافیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اچھی باتیں قوم کو بتائیں۔ تاکہ وہ صبح اٹھتے وقت اچھی باتیں پڑھیں تاکہ دل میں حوصلہ پیدا ہو۔ میں انہی الفاظ سے آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

خواجہ محمد آصف۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

سید اقبال حیدر۔ جناب والا۔

جناب چیئرمین۔ ایک منٹ۔ خواجہ صاحب۔

خواجہ محمد آصف۔ کل نگران وزیر اعظم نے سپریم کورٹ میں ایک سٹیٹمنٹ دی تھی جو آج ساری اخباروں میں چھپی ہے۔ جنگ، راولپنڈی میں، انتخاب ۱۴ جولائی کو کرائیں گے۔ سپریم کورٹ کو مزاری کی یقین دہانی۔ فرنٹیئر پوسٹ میں "Polls to be held on time-Supreme Court assured." نوائے وقت میں انہوں نے خبر دی ہوئی ہے کہ ٹائم پر انتخابات کرائے جائیں گے۔ لیکن اس کے بعد لاہور میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ گرمی اور محرم کے باعث انتخابات ملتوی کرانے کا مطالبہ کیا گیا تو غور کریں گے۔ فرنٹیئر پوسٹ میں کہا ہے کہ "Elections can be postponed if demanded-Mazari." نوائے وقت میں کہا گیا ہے کہ سیاست دان اور پریس رائے عامہ ہموار کریں تو انتخابات کی تاریخ پر نظرثانی کے لیے صدر سے بات کروں گا۔

جناب مجھے بتایا جائے کہ کل جو ان کی سپریم کورٹ کو assurance تھی وہ غلط ہے

یا یہ ان کے بیانات غلط ہیں -

جناب چیئرمین - یہ بات شاید relevant ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے لیکن منسٹر صاحب نے نوٹ کر لیا ہے - اپنی winding up speech میں اس پر ضرور روشنی ڈالیں گے -

خواجہ محمد آصف- جناب either of these statement is malafide.-

Mr. Chairman: I am sure the Minister has taken note of it and they will make a response at the appropriate time.

خواجہ محمد آصف - یہ لوگ عدالتوں کے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں یا عوام کے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں - ان دونوں میں سے لازمی طور پر ایک بات صحیح نہیں ہے -

Mr. Chairman:It is not a point of order but I am sure the Minister has taken note of it.

سید اقبال حیدر - جناب والا! سینیٹ کے رولز اور میرے ذاتی اخلاق نے مجھے اجازت نہیں دی کہ میں فاضل ممبر کی تقریر کے دوران ان کی اور ان کے ساتھیوں کی طرح سے مداخلت کرتا لیکن مجھے افسوس سے کہنا ہے کہ بہت زیادہ غلط بیانی سے کام لیا اور انتہائی تضحیک آمیز الزامات لگائے گئے -

Mr. Chairman: But point of order cannot be used to contradict another speaker.

سید اقبال حیدر - یہ ایک point of personal explanation ہے - ایک تو انہوں نے -

Mr. Chairman: Iqbal Haider Sahib you know that it is not a point of personal explanation. You want to contradict him on something.

سید اقبال حیدر - جناب والا contradict نہیں -

جناب چیئرمین - اگر آپ نے یہ روش شروع کی تو we will have a never

ending process

سید اقبال حیدر ۔ جناب ایک جملہ سن لیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی ایک جملہ کہہ دیں ۔

سید اقبال حیدر ۔ انہوں نے یہ الزام لگایا ہے کہ خدانخواستہ میں نے آپ کو دھمکا کر تقریر کی تھی ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں کوئی دھمکایا نہیں ۔ ویسے میں اچھے موڈ میں تھا ۔ آپ کی تقریر ٹھیک ٹھاک تھی ۔ اس لیے میں نے کہا کہ سن لیتے ہیں ۔ کوئی دھمکایا نہیں ۔

سید اقبال حیدر ۔ آپ کی یہ بڑی نوازش تھی ۔ بڑی مہربانی تھی ۔ لیکن ایک poin of order personal explanation ہے کہ ہم موجودہ حکومت میں اقتدار کے لیے نہیں گئے ہیں ۔ منصفانہ انتخابات کو یقینی بنانے کی جدوجہد کا ایک حصہ ہے ۔ ہم اقتدار میں نہیں ہیں ۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ملک میں غیر جانبدارانہ ۔

جناب چیئرمین۔ منصفانہ۔

سید اقبال حیدر ۔ منصفانہ انتخابات ہر قیمت پر ہوں اور صرف اس مقصد کے حصول کے لیے Care taker Government of National Consensus میں ہیں اور ہم چاہیں گے کہ نواز شریف کے ساتھی بھی اس میں شامل ہوں اور ہم سب مل کر اس بات کو یقینی بنائیں کہ انتخابات میں دھاندلی نہ ہو ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ اس غلط بیانی پر ان کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

(قہقہے)

جناب فتح محمد خان۔ جناب والا! میں اقبال حیدر صاحب کی ایک بات سے اختلاف رکھتا ہوں ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ انتخابات آزادانہ ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہونے چاہئیں ۔ تو جناب والا! میں ان سے عرض کروں گا کہ ہمارے ملک میں خالی انتخابات ہو جائیں ۔ جیسے باہر کے ممالک میں ہوتے ہیں ہمیں تو ان "آزادانہ ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ " انتخابات نے غرق کر دیا ہے ۔

۵۲ سال سے "آزادانہ ' منصفانہ اور غیر جانبدارانہ " انتخابات ہوتے (آ رہے) ہیں اور نتیجہ کچھ اور نکلتا ہے باقی ممالک میں جو انتخابات ہوتے ہیں اس طرح وہ بس خالی انتخابات کرا دیں اور یہ جو تینوں چیزیں ہیں یہ کاٹ دیں ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی ۔ محمد ابراہیم خان صاحب ۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ جناب چیئرمین صاحب ! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کے لئیے وقت دیا ہے ۔ جناب والا! اس معزز ایوان میں ۱۸ اپریل کے صدارتی حکم قومی اسمبلی کے توڑے جانے کے متعلق بحث ہو رہی ہے ۔ مجھ سے پیشتر میرے فاضل دوستوں جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب' جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ' جناب یحیٰی بختیار صاحب اور جناب بشیر احمد مٹہ صاحب نے اس بحث میں حصہ لیا ۔ انہوں نے جن آئینی ' قانونی' اخلاقی اور سیاسی پہلوؤں پر بحث کی اور جن خیالات کا اظہار کیا میں ان کی مکمل تائید کرتا ہوں ۔

اس کے علاوہ جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک آئینی پہلو کا تعلق ہے عدالت میں اس مقدمے کی شنوائی ہو رہی ہے اور پٹیشن کے وکیل صاحبان جو دلائل دے رہے ہیں وہ قابل تحسین ہیں ۔ جہاں تک سپریم کورٹ کے فیصلے کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم انہماک کے ساتھ ان کے فیصلے کی منتظر ہے ۔ پوری قوم اس میں دلچسپی لے رہی ہے ۔ اخبارات میں عدالت کی کارروائی کا متن مکمل طور سے آ جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عدالت کا فیصلہ اپنی عدالتی تاریخ میں بلکہ ملک کی تاریخ میں بےمثال اور یادگار رہے گا ۔

اس کے بعد جناب اب میں اس مسئلے کے اخلاقی پہلو اور سیاسی پہلو کی طرف آتا ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے توڑے جانے کا اصل محرک جس کے باعث اسمبلی کی dissolution وجود میں آئی وہ آئین کی آٹھویں ترمیم ہے ۔ جناب والا! آٹھویں ترمیم آئین کا حصہ بنانے میں جن کا ہاتھ تھا اور جو جو اس کے لیے ذمہ دار ہیں وہ غیرسیاسی بنیاد پر اسمبلی میں آئے تھے ۔ یعنی غیرپارٹی بنیاد پر اسمبلی میں آئے تھے ۔ جناب والا! یا تو ان ممبران میں سیاسی سوجھ بوجھ نہیں تھی یا اگر کچھ تھوڑی بہت سوجھ بوجھ تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ جبر بھی ان پر اتنا کیا گیا بلکہ دھمکی دی گئی کہ اگر یہ ترمیم نہ لائی گئی تو مارشل لاء جاری رہے گا ۔ بصورت مجبوری اس اسمبلی نے آٹھویں ترمیم کو آئین کا حصہ بنایا۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ صرف یہ

آٹھویں ترمیم نہیں بلکہ بنیادی طور پر ملک کا آئین ۱۹۷۳ء کا آئین ہی ہے جس میں ہر صاحب اقتدار نے اکثریت کے زور پر یا مارشل لاء کے زور پر اپنی منشاء کے مطابق زیادہ سے زیادہ اختیارات اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے اس میں ترمیمات کیں جو ۱۹۷۳ء کے بنیادی آئین کی روح کے منافی تھیں۔

جناب والا! اگر ہم غور کریں تو پچھلے ادوار میں جب پیپلز پارٹی اقتدار میں آئی میں ۱۹۷۰ء کی بات کرتا ہوں تو ۱۹۷۳ء کے آئین میں اتنی ترامیم ہوئیں کہ اس کے بموجب ہمارے ملک کے صدر چوہدری فضل الٰہی ایک بےاختیار شخص رہ گئے اس کے نتیجے میں لوگوں کو دیواروں پر چاکنگ کرنی پڑی کہ جناب فضل الٰہی چوہدری کو رہا کرو۔ یہ ایک ہاتھ میں ملک کے سارے اختیارات مرکوز ہونا ملک کے لیے بہت بڑے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ جناب والا! یہ ۱۹۷۳ء کا آئین جو تھا وہ ایک متوازن آئین تھا اس میں صدر کے اختیارات، وزیر اعظم کے اختیارات میں توازن کیا گیا تھا۔ اس میں بعد میں جو ترامیم لائی گئیں وہ خود صوبائی خودمختاری میں بھی مداخلت کے مترادف تھیں۔ بلکہ اصل میں مداخلت تھی صوبائی خودمختاری میں اور وہ ترامیم بنیادی حقوق کی پامالی کا بھی باعث بنیں۔ جناب والا! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین، جیسا کہ وعدہ کیا گیا تھا کہ دس سال بعد اس ۱۹۷۳ء کے آئین پر نظرثانی کی جائے گی اور یہ توازن لایا جائے گا اور صوبوں کی خودمختاری کے متعلق بھی سوچا جائے گا تاکہ وفاقی اکائیاں مطمئن ہوں اور اپنے حقوق کے متعلق ان کو تسلی ہو۔

جناب والا! میں ایک اور موضوع کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ آخر قومی اسمبلی کا دائرہ اختیار کیا ہوتا ہے۔ قومی اسمبلی جو عوام کی منتخب اسمبلی ہوتی ہے اس کا دائرہ اختیار یہ ہے کہ وہ ہر مسئلے پر سوچے، قوم کے معاملات کو سوچے، خارجہ پالیسی پر سوچے، اقتصادیات پر سوچے۔ ہر مسئلے پر سوچے، یہ اس کا آئینی اختیار ہے اگر قومی اسمبلی آئین بنا سکتی ہے۔ آئین دے سکتی ہے۔ ترمیم کر سکتی ہے تو آٹھویں ترمیم پر بھی سوچا جا سکتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ یہ کوئی شجر ممنوعہ ہے اس کو ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا۔ اگر اس کو ہاتھ لگایا جائے گا تو جنت سے زمین پر پٹخ دیا جائے گا۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ قومی اسمبلی ایک آزاد خودمختار ادارہ ہے۔ ہر مسئلے پر اس کو سوچنے کا اور فیصلہ کرنے کا حق ہے۔ جناب والا! اس dissolution کے اس عمل سے دراصل قوم کا وہ بنیادی حق مجروح ہوا ہے جو بنیادی حق رائے دہی کہلاتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ قوم کسی کو ووٹ دے، قوم کسی کو مینڈیٹ دے لیکن وہ مینڈیٹ رکھنے والے

لوگوں کو منہ بند کرنے کے لیے کہا جانے ۔ ان کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور وہ سب معاملات سے بے دخل کیے جائیں۔ یہ دراصل بنیادی حقوق سے انحراف کے مترادف ہے بلکہ بنیادی حقوق سے محرومیت کے برابر ہے اور دنیا کا کوئی قانون عوام کو اور ملک کے کسی شہری کو بنیادی حقوق سے محروم نہیں کر سکتا اور یہی مسئلہ اس dissolution کا بھی ہے ۔ اس dissolution کی رو سے پوری قوم کو وہ حق رائے دہی کے بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ۱۸ اپریل اور ۱۹ اپریل کی درمیانی شب کے اندھیرے میں اس حکم کے ذریعے قوم کے بنیادی حقوق پر شب خون مارا ہے دنیا کا کوئی بھی مہذب ملک اس قسم کی حرکت کی اجازت نہیں دے سکتا ۔ جناب والا ! اس دوران ایک واقعہ بھی رونما ہوا اور وہ ہے پنجاب اسمبلی میں عدم اعتماد کا ووٹ۔ میرے خیال کے مطابق پنجاب کی صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی میں کوئی فرق نہیں ۔ قومی اسمبلی میں بھی پنجاب کی اکثریت ہے ۲۱۷ ممبران میں سے ۱۱۹ ممبران پنجاب کے ہیں ۔ اگر پنجاب میں عدم اعتماد کا عمل کیا جا سکتا تھا تو کیا یہ قومی اسمبلی میں نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ اس عمل نے پنجاب کو بھی اس حق سے محروم کیا اور ان بےگناہ لوگوں کو جو صوبہ سرحد کہلاتا ہے جو بلوچستان کہلاتا ہے جو سندھ کہلاتا ہے ان کے ممبران کو بھی حق رائے دہی کے اس بنیادی حق سے محروم کیا ہے ۔ جناب والا ! اگر دیکھا جانے تو یہ قوم کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے ۔ پنجاب میں جناب والا ! جو کچھ ہوا اور ایک ہی دن میں جس طرح وفاداریاں اور اعتماد جس طریقے سے بدلا گیا میں اس کو ہارس ٹریڈ نگ کی بدترین مثال سمجھتا ہوں ۔ بقول غالب:

اس رنگ سے اٹھائی کل اس نے اسد کی لاش
دشمن بھی جس کو دیکھ کر غمناک ہو گئے

حقیقتاً ممبران کی حیثیت کو اس طرح بدلنا ان کی رائے کو ایسے بدلنا ہارس ٹریڈنگ کی بدترین مثال ہے اور جناب صدر صاحب نے اسی چیز کا گلہ اپنی ۲۲ دسمبر کی تقریر میں کیا تھا کہ ہارس ٹریڈنگ ہوتی ہے ۔ اس کے علاوہ الیکشن کے مسئلے پر بھی انہوں رائے کا اظہار کیا تھا کہ ہمارے ملک میں الیکشن بہت مہنگا عمل ہے ۔ میں نہیں سمجھتا اگر الیکشن مہنگا عمل ہے تو ہر دو سال بعد ہمارے ملک میں اس کا اقرار کرتے ہوئے یہ الیکشن کے مواقع کیوں پیدا کیے جا رہے ہیں ۔ مجھے معلوم ہے یہ الیکشن واقعی ہمارے ملک میں بہت مہنگا عمل ہے ۔ علاقے کا نام میں نہیں لیتا ۔ ایک قومی اسمبلی کے ممبر کو کروڑوں روپے خرچ کرنے پڑے اور آج بیچارہ وہ بغیر کسی عذر کے

اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان کو غائبانہ تسلی دی جاتی ہے کہ آپ کو پھر unoppose لایا جائے گا۔ کیسے لایا جائے گا؟ دھاندلی کی وجہ سے لایا جائے گا۔ دھاندلی کی تو پہلے ہی قوم نے بہت مذمت کی ہے۔ دھاندلی کی وجہ سے تو ہم ۱۶ سال سے اس ملک میں suffer کر رہے ہیں۔ جناب! ۱۹۷۷ء میں جو الیکشن ہوئے آپ سب کو یاد ہو گا کہ اس الیکشن میں دھاندلی کی بنیاد پر پوری قوم احتجاجا نکل آئی اور اس دھاندلی کی سزا پوری قوم کو ملی جو آج ہم ۱۶ سال سے بھگت رہے ہیں اور یہ آٹھویں آئینی ترمیم بھی اسی الیکشن میں دھاندلی کی سزا ہے جو ۱۹۷۷ء میں ہوئی تھی۔ نہ دھاندلی ہوتی نہ نوبت مارشل لاء کی آتی اور نہ یہ ترمیم کی نوبت آتی تو دھاندلی کی وجہ سے ہماری قوم کو بہت نقصانات ہوئے ہیں اور پھر جمہوری عمل کی نفی نے بھی ہمیں بہت نقصان پہنچایا۔

ہمارا ایک بڑا صوبہ جہاں عوام نے جمہوریت کا مظاہرہ اور ۹۹ فیصد ووٹ ایک پارٹی کے حق میں دیئے ایک اور جماعت نے اس کی نفی کی۔ جمہوریت کی نفی کی اور وہ صوبہ ہی ہم سے کٹ گیا جو ہمارا بیشتر حصہ تھا۔ جناب عالی! یہ غیر جمہوری عمل اور یہ الیکشن میں دھاندلی کا عمل قوم کو بہت نقصانات پہنچاتے ہیں اور یہ بار بار کسی کو دھاندلی کا موقع دینا اور یہ بار بار قوم پر خرچ ڈالنا اور اس کی مالی استطاعت کو خراب کرنا یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ جناب عالی مزید مفید میں ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب صدر نے ۲۲ دسمبر کی تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں کہی جو سابقہ حکومت کے لئیے قابل گرفت ہو جس کی بنیاد پر سابقہ حکومت کو گرفت میں لایا جا سکے۔ بلکہ ان کے ہر عمل کو سراہا گیا اب all of sudden یہ کیا انقلاب آ گیا۔ ہمارے صدر جو ہماری پچھلی حکومت کے ہر فعل کو قدم بقدم سراہتے تھے اور (اب) اسی حکومت کی تین ماہ بعد مذمت کرتے ہیں اس پر الزامات لگا کر اس کو گھر بھیج دیتے ہیں۔ آخر یہ وجہ کیا ہے؟ میرے خیال میں جھگڑا حقیقتاً آٹھویں ترمیم کا تھا۔ ہماری پچھلی حکومت اس آٹھویں ترمیم کو لانا چاہتی تھی تاکہ یہ اس میں سے چلی جائے اور وزیر اعظم بھی باختیار ہو اور یہ تنازعہ چونکہ اقتدار کی طاقت کا تنازعہ تھا اس کی وجہ سے یہ محرک بنی آٹھویں ترمیم کے متعلق سوچنے کی اور اس حکومت کی برطرفی اور اس کی برخاستگی کی۔

جناب عالی! جناب صدر نے اپنی تقریر میں جمہوریت کی نوخیزی کی بات کی تھی کہ ہمارے ملک میں جمہوریت ایک نوخیز پودے کی حیثیت سے ہے کوئی اس سیڈ کو Germinition(seed) کا موقع ہی نہیں دیتا۔ سیڈ بویا جاتا ہے (کونپل) نکلتی ہے اور پھر اس کو

کاٹ دیا جاتا ہے پھر نکلتی ہے پھر اس کو کاٹ دیا جاتا ہے ۔ یہ ہر وقت جمہوریت کے پودے کو کاٹنے کا عمل اس ملک میں کیوں ہوتا ہے ۔ آخر کس کو نقصان پہنچتا ہے ۔ جمہوریت کو بھی نقصان پہنچتا ہے ملک کو بھی نقصان پہنچتا ہے ۔ قوم کو بھی نقصان پہنچتا ہے ۔ ہم روز بروز اس عمل سے پیچھے جاتے ہیں ۔ سوچنے کی بات ہے آخر ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے ایک بڑے صوبے کے ساتھ یہ عمل ہو ار ایک ہی رات میں اس کی وفاداری بدلتی ہو ۔ ہارس ٹریڈنگ کی بدترین مثال قائم ہوتی ہے اور یہ قومی اسمبلی بھی جس میں اکثریت پنجاب کی ہے ایسے عوام کا مینڈیٹ رکھتے ہوئے گھر بھیج دیا جاتا ہے تو چھوٹے صوبے کی کیا ضمانت ہے کہ اس کے ساتھ یہ بدترین سلوک نہیں کیا جائے گا ۔ میرے خیال میں ان مثالوں سے یہ بات واضح ہے کہ آئین کو ۱۹۷۳ء کے اس اصلی حال پر لے آیا جائے اور مزید اس پر سوچا جائے تاکہ ملک کی بقا اور ملک کے استحکام کا باعث بنے تاکہ چھوٹے صوبوں میں اور بڑے صوبوں میں تحفظ کا احساس پیدا ہو جائے ہو جائے اس کے بغیر اس ملک کی بقاع کو سخت خطرہ درپیش ہو گا ۔ جناب عالی! پہلے ہی ہم تجربہ کر چکے ہیں دیکھ چکے ہیں اور ہم باقی اور تجربوں کے متحمل نہیں ہو سکتے ۔ جناب عالی! ایک اور امر کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ dissolution کے اس عمل کی وجہ سے میری سیاسی پارٹی اے این پی نے احتجاجاً وزارتوں سے استعفیٰ دیا بلکہ مشاورتی عہدوں سے بھی استعفیٰ دے دیا ۔اس روز آپ نے ڈاکٹر ریحان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ وزیر صاحب آپ کی پارٹی کے ہیں ۔ جناب عالی! میں ریکارڈ درست کرنے کے لیے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہماری پارٹی سے نہیں ہیں بلکہ اس کی بنیادی رکنیت ختم کر دی گئی ہے یہ اخبارات میں چھپ چکا ہے ---

جناب چیئرمین۔ دوستی تو ہو گی؟

جناب محمد ابراہیم خان۔ دوستی ہماری سب سے ہے ۔ وہ دوستی کی بات ہے ۔

ہوئے وہ دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو ۔

جناب عالی! آخر میں میں اپنی بات مختصر کرتا ہوں ۔ آخر میں میں صدارتی حکم ۱۸ اپریل کو ملک و قوم کے ساتھ زیادتی سمجھتا ہوں غیر جمہوری سمجھتا ہوں اور غیر اخلاقی سمجھتا ہوں ان الفاظ کے ساتھ عدالتی فیصلے کا بصد اشتیاق منتظر ہوں جو مجھے امید ہے کہ قوم کے لیے اچھا ہو گا ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ حامد رضا گیلانی صاحب' انہوں نے جانا ہے آپ بیشک کل کر لیں

سید حامد رضا گیلانی۔ جناب میں اپنی گزارشات سے پہلے مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ عرض کروں کہ پچھلی ۳۲ سال کی سیاسی زندگی میں جمہوریت کو جزو ایمان سمجھا ہے میں نے یہاں پر presidential نظام بھی دیکھے ، مارشل لاء حکومتیں بھی دیکھیں مجلس شوریٰ بھی دیکھی اور Non representative گورنمنٹ بھی دیکھی ۔ کیئرٹیکر گورنمنٹس بھی دیکھی ہیں ۔ اللہ کے فضل سے دعوت ہر حکومت میں ملتی رہی لیکن میں نے کبھی اس گناہ میں شمولیت کرنے کی جسارت نہیں کی ۔ چنانچہ جو میں آج عرض کرنا چاہتا ہوں وہ ایک objetive اور اپنے تجربات کے تحت جو مجھے نظر آیا ہے وہ بیان کروں گا ۔ اولاً میں یہ ضرور عرض کروں گا اس ڈیبیٹ میں کچھ بے وقار سے لفظ بھی استعمال ہوئے ہیں اور کئی اداروں اور شخصیات کا وقار بھی مجروح ہوا ہے ۔ یہ میں عرض کروں گا کہ جب کسی ادارے یا کسی اہم شخصیت کے وقار کو مجروح کیا جاتا ہے تو یہ قوم کا نقصان ہے ۔ صبر کی ضرورت ہے اور فہم کی ضرورت ہے گالی کی ضرورت نہیں ہے نہ ہی کسی کو چور کہنے سے وہ چور ہو جاتا ہے نہ ہی کسی کو برا کہنے سے برا ہو جاتا ہے۔ البتہ برا ہوتا ہے اگر اس کا عمل برا ہو گا۔ چور ہوتا ہے جو چوری کرے اور ثبوت ہے۔ سو مجھے افسوس ہے لیکن میں آپ کا مداح ہوں کہ آپ نے پوری طرح روکنے کی کوششیں کی ہیں۔ یہ جو اس وقت سینیٹ کے سامنے ایشو ہے ۔ میں اس کے دو پہلو رہا ہوں اور دونوں Intermingled ہیں۔ جہاں تک اس پہلو کا تعلق legality سے ہے وہ یہاں سے چند میٹر دور' اس کا فیصلہ ہو رہا ہے اور اس کے متعلق میں کچھ عرض نہیں کروں گا۔ لیکن ایشو کو صرف legality کے طور پر سوچنا' میں سمجھتا ہوں یہ کوتاہ نظری ہو گی اس ایشو کے سیاسی عنصر بھی ہیں جن کے بارے میں میں آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پیشتر اس کے کہ میں کچھ عرض کروں ہمارا ایک وطیرہ رہا ہے کہ ہم مختلف اقوام کے تجربات experiences سے جس ارتقاء پر وہ پہنچے ہیں ہم اسے کیپسول کی صورت میں یکدم ہضم کرنا چاہتے ہیں ۔ برطانیہ کے آٹھ سو سالہ تجربات کو ہم اس ہاؤس میں جس کی میرا خیال ہے پچھلے ۴۵ برس میں آدھا وقت مارشل لاء کے تحت گزرا ۔ یکدم اپنانا چاہتے ہیں ۔ ہم صحرا کے اندر گلاب کا پھول پیدا کرنا چاہتے ہیں یا ہم دیودار درخت کو ملتان میں لگانا چاہتے ہیں تو ایسے نہیں ہو سکتا ہر قوم کے اپنے تجربات ہیں ہر قوم کی اپنی ارتقاء ہے ہر قوم کا اپنا بیک گراونڈ ہے جس میں سماجی ، ہسٹاریکل اور ایجوکیشنل اور سوشل' اسے مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں ہر چیز کو ٹھنڈے دل سے دیکھنا چاہیئے ۔ میں کیسے کہوں کہ پاکستان کے اندر Westminster جیسی ڈیموکریسی آئے ۔

میں کیسے کہوں کہ پاکستان میں ہندوستان جیسی ڈیموکریسی آ جائے ۔ امریکہ جیسی آ جائے ۔ فرانس جیسی آ جائے ۔ یہ نہیں آ سکتی ۔ لیکن جب ہم مبالغہ کرتے ہیں تو یا تو آسمانوں پر پرواز کرتے ہیں یا پھر کیڑے مکوڑوں کی طرح زمین میں گھس جاتے ہیں ۔ اعتدال چاہیئے ہمارا مذہب بھی اعتدال سکھاتا ہے ۔

دوسری عرض یہ ہے کہ جناب آخر یہ کیا بات ہے کہ قائد اعظم کو بھی کھوڑو صاحب کو برخاست کرنا پڑا ۔۔ یہ کیا بات ہے کہ غلام محمد صاحب نے بھی یہی فیصلہ کیا ۔ سکندر مرزا صاحب نے بھی یہی فیصلہ کیا ۔ ایوب خان نے بھی یہی فیصلہ کیا ۔ یحیٰ خان نے فیصلہ یہ کیا ۔ بھٹو صاحب نے یہ فیصلہ کیا ۔ ضیاء نے یہ فیصلہ کیا تو جناب یہ آخر کیا بات ہے ؟ پھر آخر صدر اسحاق خان نے یہ فیصلہ کیا تو کچھ نہ کچھ تو خرابی ہے نا اور ہر دفعہ جب یہ فیصلہ ہوتا ہے عدالت کے پاس بات پہنچ جاتی ہے اور عدالت کے فیصلے پہلے ہی قوم کرنا شروع کر دیتی ہے ۔ وہ تو یہ کرے گی تو there is something wrong, میں سمجھتا ہوں کیا غلط ہے ؟ وہ ہے ہمارا سسٹم ؛ اس سسٹم میں' میں' میں نہیں جہاں دیکھ رہا اور نہ ہی اس سسٹم میں ' میں solution دیکھ رہا ہوں اپنے problems کی ۔ جب تک یہ سسٹم رہے گا سر horse trading رہے گی جب ایک حکومت ممبران کی رائے پر depend کرے گی تو ممبر کیوں نہ اس کو exploit کرے گا ۔ انسان ہے اور ہماری روایت کوئی ایسی رہی ہے ۔ کیوں نہ وہ اسے exploit کرے ۔ کیوں نہ بلیک میل کرے گا ۔ جب ایک آدمی' دس آدمی فلور کراس کر کے ایک حکومت کو گرا سکتے ہیں تو وزیر اعظم ہو ' جو بھی ہو ان کی منشاء کے مطابق تو یہ نہیں چل سکتا ۔

ہارس ٹریڈنگ کی بات ہوتی ہے جناب عالی ! میں ابھی سکول ہی میں تھا مجھے یاد ہے کہ آئین ساز اسمبلی میں ۸۰ آدمی ہوتے تھے ۔۴۰ ایسٹ پاکستان سے اور ۴۰ ویسٹ پاکستان سے ' ایک آدمی کی اس زمانے میں ' ہارس ٹریڈنگ اتنی قیمت نہیں تھی جتنی آج کل کروڑوں میں ہے ۔ اس زمانے میں امپورٹ پرمٹ لائسنس ہوا کرتے تھے ۔ ٹرانسپورٹ لائسنس ہوا کرتے تھے ۔ تو ان لائسنسوں پر ایک ایک حکومت ٹوٹی تھی ۔ وہ بھی پارلیمانی ڈیموکریسی تھی ۔ اس کے بعد آج تک کا جو دور آیا کی طرف تو ہم کہتے ہیں کہ اس ہاؤس کو وزیر اعظم نواز شریف کو بدلنا چاہیئے تھا ۔ ووٹ سے بدلنا چاہیئے تھا اور جب ووٹ سے ہی پنجاب کی حکومت بدلی تو کہتے ہیں کہ یہ ہارس ٹریڈنگ ہوئی ۔ آخر یہ کیا ہے یہ سارا ایک تماشہ ہے ۔ سوچنا یہ ہے کہ آخر کیا کرنا ہے ۔ یہ سسٹم نہیں چلے

گا ۔ یہ ہارس ٹریڈ نگ کی ایک نرسری ہے ۔ جب تک یہ نہ بدلا جائے یہ رہے گی ۔

اب مجھے معلوم نہیں legal merit آپ بہتر جانتے ہیں ۔ لیکن یہاں بہت سی باتیں ہوئیں ۔ وزیر اعظم کو میں نے سنا ہے ' اجازت ہے کہ جب وہ چاہیں dissolve کر سکتے ہیں اور پرائم منسٹر نمائندہ ہیں ۔ فقط نیشنل اسمبلی کے حصے کا ۔ majority کا تمام پارلیمنٹ کا نہیں ۔ وہ نمائندہ ہیں فقط ایک حصے کا جو majority میں ہے ۔وہ تو کر سکتے ہیں اور بغیر وجہ کے کر سکتے ہیں اگر ایک آدمی جسے صرف نہ ہی نیشنل اسمبلی نے elect کیا ہے بلکہ پانچ اور ایوانوں نے بھی elect کیا ہو۔ چار provincial Houses نے elect کیا ہو سینیٹ نے elect کیا ہو اور نیشنل اسمبلی نے elect کیا ہو تو کیا اس کا مینڈیٹ کسی صورت سے اسمبلی سے کم ہے؟ جب صدر action لیتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اس نے مینڈیٹ کے against کیا ہے کہ عوامی نمائندوں کو اڑا دیا ہے ۔ ارے بھائی! عبوری عوامی نمائندہ اگر بغیر کسی وجہ سے اڑا سکتا ہے تو man with the bigger mandate کسی وجہ سے تو کر سکتا ہے ناں ۔ اسے تو وجہ دینی ہو گی ناں ۔ یہ پابندی اس ایک ہاؤس کے نمائندے پر نہیں ہے ۔ لیڈر پر ہے ۔ تو اگر اس کو balance کیا جائے تو اس پر بھی نظرثانی کرنی ہو گی ۔ ایسی کوئی بری بات نہیں ۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں عوام کے سامنے جو باتیں آئیں ۔ اس dissolution سے پہلے وہ یہ ہیں کہ "صدر صاحب کی اور وزیر اعظم کی ملاقات" پھر عوام میں بات آئی کہ "صدر صاحب نے وزیر اعظم کے ذمے کچھ باتیں لگائی ہیں جو انہیں کرنا ہوں گی تاکہ حکومت میں یہ جو دکھ ہے وہ دور ہو جائے" تیسری بات آئی کہ "وزیر اعظم خطاب کریں گے" چوتھی بات یہ آئی کہ "اسمبلی dissolve ہو گئی" یہ ہے background کو چھوڑیں ' ظاہر یہ ہے کہ ۔ میں پوچھتا ہوں اپنے ہر ایک ساتھی سے کہ جناب عالی! اگر یہ ۱۷ تاریخ کی تقریر ہو جاتی اور آپ صدر ہوتے تو کیا چارہ تھا؟ یا استعفیٰ دے دے یا اسے dimiss کرے۔ کیونکہ آئین میں اور اس کے تحت یہ حکومت نہیں چل سکتی تھی ۔ آئین میں یہ نہیں ہے when it seems it is not running according to the Constitutionسوال یہ ہے کہ when it is not اس میں presumption ہے تو میں یا آپ صدر ہوتے یا کوئی بھی ہوتا وہ کیسے چل سکتا ہے جب مجھے کہا جائے میں اپنے آپ کو کہتا ہوں میں syumbol of unity of federation کہتا ہوں ۔ میں ایوان صدر میں بیٹھا ہو elect ہو کر آیا ہوں ایک آدمی مجھے کہتا ہے کہ تم conspirator ہو تو un-constitutional ہو تم نے غداری کی

ہے تم نے ساتھ بیٹھ کر محاذ بنایا ہے ۔ جھوٹ بولا ہے تو صاحب اس کے بعد میرے پاس کوئی چارہ نہیں اگر میرے پاس ہتھیار ہے تو میں اسے استعمال کروں گا ۔ اور وہ ہتھیار وہ آئین ہے ۔ نہیں ہے تو اس کا فیصلہ ہو رہا ہے ۔ لیکن اگر سیاسی طور پر سوچا جائے تو اس وقت حکومت کرنا ایسے وزیر اعظم کے ساتھ ایک صدر کے لیے ناممکن ہے ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے وقت دیا ہوتا کہ اسمبلی بلائی گئی تھی ۔ اعتماد کا ووٹ لے ' سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اعتماد کے ووٹ کا تو سوال ہی نہیں ہے ۔ یہاں تو وہ شق شامل ہو رہی ہے This government cannot run according to the Constitution یہ تو گراونڈ ہے non-constitutional کا تو ground ہی نہیں ہے ۔ وہ دوسرا گراونڈ ہے کہ جب ایک صدر محسوس کرے کہ یہاں پر اعتماد کا ووٹ حاصل کرنا لازم ہے جب اسے کہے وہ گراونڈ پھر اس وقت آتا ہے یہ تو وہ ground ہے it cannot run according to Constitution بہر حال انتظار ہے ۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کا ۔

سر کمال یہ ہے میں hypocrisy نہیں کہوں گا مگر کیرٹیکر کا ایک trade بتاوں گا ۔ ہمارے سیاستدانوں میں ' میں نے خود ان آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ ممبران کو وزراء کو' کیرٹیکر گورنمنٹ میں شمولیت کے لیے' جوتیاں گھساتے ہوئے اور بڑی معتبری سے آ کر جھنڈا لہراتے ہوئے بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر آج یہ کیرٹیکر گورنمنٹ بن گئی ہے تو یہ ریت سے ہٹ کر کے تو بات نہیں ہے۔ یہ تو کوئی زیادہ گنہگار نہیں ہے ۔ میں جب ۸۸ء میں واپس اترا مرحوم جونیجو صاحب کے ساتھ فلپائن سے' آدھ گھنٹہ کے اندر وہ اسمبلی dissolve ہو گئی ۔ میں ابھی گھر نہ پہنچا تھا اس فلیٹ پر کہ میرے بھتیجے تنویر الحسن گیلانی نے فون کیا کہ آپ کی اسمبلی تو dissolve ہو گئی ۔ مجھے یقین نہ آیا میں نے کہا نہیں آپ نے کسی اور حکومت کی بات سنی ہو گی ۔ کہا نہیں ' آپ کی حکومت ۔ بعد میں پتہ چلا تو واقعی تھی ۔ اس کے بعد وہی لوگ جو ڈسمس ہوئے تھے انہیں میں نے بھاگتے دیکھا ہے ۔ اسی شام میں نے انہی وزراء کو دیکھا کہ وہاں پر ضیاء الحق صاحب کے چکر لگا رہے تھے ۔ یہ تو ہماری morality ہے ۔ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ جناب میں اس گناہ میں کبھی شریک نہیں ہوا ' دعوتوں کے باوجود ' نہ مارشل لاء میں ۔ یہاں پر میں نے وزیر اعظم بنتے دیکھے ہیں جو شوریٰ کے ممبر تھے بڑے بڑے ڈیموکریٹس میں نے دیکھے ہیں جو (nominated body) کے ممبر تھے اور بعد میں یہاں پر اس جمہوریت کے داعی بن گئے ۔ میں ان گناہوں میں شامل نہیں ہوں اس لیے میں اپنے دل کی بات کر رہا ہوں۔

سر! کمال یہ ہے کہ ہمیشہ جب ایسے فیصلے ہوتے ہیں ۔ خسارے میں صرف ایک ہی قوت جاتی ہے وہ ہے عوام ۔ محلاتی باتیں ہوں ، سیاسی ہوں، عوام کا نقصان ہے، معیشت کا نقصان ہے اور Every time something is lost from the character of the nation جب گالی دی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو invisible erobion ہوتی ہے۔ پھر میں نہیں دیکھ رہا آئندہ کوئی ایسا نظام آئے اس سسٹم کے تحت کہ یہاں پر ہم پھر سے اپنے کیریکٹر کو پھر کنسالیڈیٹ کر سکیں۔ یہ ایسے لمحات ہیں جن کی ریپئر نہیں ہے ۔ میں حیران ہوتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ نواز شریف صاحب نہیں کہہ رہے لیکن میں حیران ہوتا ہوں کہ جب اب پنجابیت کی باتیں میڈیا میں شروع ہو گئی ہیں۔ جس روز پنجابیت کی باتیں پنجاب میں ہو گی تو میں سمجھوں گا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

میں دست بستہ میڈیا سے کہتا ہوں خدارا اس سلوگن کو فروغ نہ دیجئے ۔ خدا را ایسا مت کیجئے ۔ پچھلی تقریر میں نوابزادہ محمد علی صاحب نے بڑے جوش اور محبت سے پاکستان کے مقبوض ہونے کا، پاکستان پر حملے ہونے کا اور اس کے ٹوٹنے کا ذکر کیا ۔ جناب ! میں نے اس وقت بھی اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہا تھا کہ ایسا نہیں ہو گا ۔ میں آپ کو assure کراتا ہوں ۔ ان کے جو جذبات تھے وہ مخلصانہ تھے لیکن ہم politicians نے کبھی نہیں بچایا پاکستان کو۔ ہم نے بگاڑا ہے اسے ۔ یہاں پر پاکستان کا محافظ اللہ کے بعد یہاں کے لوگ اور یہاں کی فوج ہے۔ بےفکر رہیئے انشاء اللہ حکومتیں ٹوٹیں نہ ٹوٹیں کیئرٹیکر ہوں نہ ہوں ۔ موٹر وے بنے نہ بنے ، پاکستان انشاء اللہ قائم ہے اور قائم رہے گا کیونکہ قوم اور فوج نے قسم اٹھا رکھی ہے، اللہ کے فضل سے یہ (قائم) رہے گا ۔ آپ اس بات کی بالکل فکر نہ کریں کہ حکومت بدل گئی تو پاکستان کو خطرہ پڑا ہے۔ کوئی خطرہ نہیں ۔ یہ لوگ نہیں ہوں گے ، ہم ہوں گے ۔ ہم عوام ہوں گے۔ جو توڑنے والے ہیں وہ نہیں ہوں گے ۔ آپ نے سب کا حشر دیکھا ہے جو جو پاکستان کے برخلاف ہے جس نے کوئی قدم اٹھایا ہے ۔ جب حکومت ہے اللہ کی ، قرآن شریف کا فرمان ہے اور فرمان یہ ہے کہ میں جسے چاہوں اپنی حاکمیت دوں، حاکم وہ ہے یہ ہماری کم فہمی ہے کہ فلاں کی حکومت بن گئی ہے فلاں کی نہیں ۔ بھئی اگر قرآن شریف کہتا ہے کہ حکومت میں دیتا ہوں ۔ اللہ دیتا ہے تو پھر قبول کرو بطور مسلمان کے۔ جب وہ چاہے گا، نہیں دے گا ۔ جب چاہے گا دے دے گا ۔ البتہ ہمیں اجتناب کرنا چاہیئے ایسے فقروں سے جیسے " کرسی مضبوط ہے" چند مہینوں کے بعد کیا ہوا ۔ جیسے " میں پاکستان کی تقدیر بدل دوں گا " یہ چند مہینوں کی بات ہے ۔ ہیڈ لائن ۔ اپنی تقدیر تو نہ

بدل سکے ۔ تھینک یو ویری مچ ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب اچھا جی سید احسان شاہ صاحب (غیر حاضر) ۔ جو غیر حاضر ہیں ان کو پھر موقع دیا جائے یا نہ دیا جائے ؟

معزز اراکین ۔ دیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔ اچھا ۔ قانون کے تو خلاف ہوتا ہے ۔ اچھا ارباب نور محمد خان صاحب(غیر حاضر) فصیح اقبال صاحب (غیر حاضر) بہرہ ور سعید صاحب ۔ آپ نہیں بولیں گے ؟

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ آج نہیں ۔ چونکہ ٹائم تھوڑا ہے ۔

جناب چیئرمین۔(غیر حاضر)

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔غیر حاضر نہیں ،ویسے حاضر ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ پیر برکات شاہ صاحب۔

پیر برکات شاہ ۔ جی میں اس وقت تیار نہیں ہوں ۔ میرا خیال تھا کہ آپ لسٹ کے مطابق مجھے ٹرن کل دیں گے ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں آ گئی نا۔ وہ غیر حاضر جو ہو گئے سارے ۔ جی فتح محمد خان صاحب۔ اس کے بعد حاجی گل شیر صاحب ۔ جی جناب فتح محمد خان صاحب۔

جناب فتح محمد خان۔شکریہ جی ۔ میں بھی چونکہ تیار نہیں تھا ۔ لیکن آج میرے ساتھیوں نے مہربانی کر کے مجھے بولنے کا موقع دیا ۔ میں نے کہا کہ موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس لیے چند معروضات پیش خدمت کروں گا ۔ چونکہ مجھ سے پہلے اتنی تقریریں ہوئی ہیں اور اتنی مفصل فصاحت اور بلاغت سے ہوئی ہیں کہ اس میں میری طرف سے اضافہ کرنا محال ہو گا ۔ اس لیے میں کوشش یہ کروں گا کہ میں ان چند باتوں پر اپنا زیادہ اظہار خیال کر سکوں جو تھوڑی بہت میرے خیال میں کسی نے زیادہ ٹچ نہ کیے ہوں ۔

پہلی بات جو میں عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ ہمارے بعض ساتھی یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے خیال میں ایک اسمبلی جو توڑی جاتی ہے وہ صحیح ہوتی ہے ۔ دوسری جو توڑی جاتی ہے وہ غلط ہوتی ہے ۔ تیسری جو توڑی جاتی ہے وہ پھر صحیح ہو جاتی ہے ۔ چوتھی دفعہ جب توڑی جاتی

ہے تو وہ غلط ہو جاتی ہے ۔ میرے خیال میں اگر کوئی اپنے آپ کو پارلیمنٹرین سمجھتا ہے یا کوئی اپنے آپ کو اس ملک کے ساتھ وفادار سمجھتا ہے یا کوئی اپنے آپ کو سیاستدان سمجھتا ہے تو اس ملک میں غلام محمد سے لے کر آج تک جتنی اسمبلیاں بھی توڑی گئی ہیں وہ ساری کی ساری ایک جیسی غلط تھیں۔ اس میں کسی کے ساتھ کوئی تفریق نہیں ہونی چاہیئے کہ فلاں غلط تھی اس لیے توڑ دی گئی۔ فلاں صحیح تھی اس لیے نہیں توڑنا چاہیئے تھی ۔ ساری کی ساری جو تھیں وہ ایک جیسی تھیں اور ان سب کا توڑانا جو ہے وہ ہمارے لیے قابل افسوس ہے ۔ دوسری بات جو زیادہ تر میں نے تقریروں میں سنی وہ یہ تھی کہ کوئی کہہ رہا تھا کہ نواز شریف ٹھیک تھے ۔ دوسرا کہہ رہا تھا کہ وہ غلط تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ بہت سے کام کئے ۔ دوسری طرف سے کہہ رہا تھا کہ کچھ نہیں کیا ۔ ملک کو بگاڑا ہے۔ کسی نے کہا کہ ملک کی تقدیر بدل دی ہے ۔ تو ان باتوں پر بھی بجائے اس کے کہ زیادہ توجہ دیں۔ ہمیں اس بات پر زیادہ توجہ دینی چاہیئے کہ ہم نے ابھی تک پاکستان میں یہ دعویٰ نہیں کیا ہے کہ یہ فرشتوں کا ملک ہے اور ہمارے حکمران جو ہوتے ہیں وہ فرشتے ہوتے ہیں ۔ ہر ایک سے غلطی ہو گی۔ پہلے بھی جو اسمبلیاں توڑ دی گئی تھیں ان میں بھی تھوڑی بہت غلطیاں ہو سکتا ہے کہ ہوں، اور ابھی جو توڑ دی گئی ہے اس میں بھی ، اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ ہو سکتا ہے کہ اس میں بھی تھوڑی بہت کمی ہو یا غلطی ہو ۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ساری قوم کے ساتھ مذاق کرنا اور ساری قوم کے مینڈیٹ کو کچھ نہ سمجھنا اور بارہ کروڑ لوگوں نے منتخب کر کے جو بھیجا ہوا ہے اسے بیک جنبش قلم واپس گھر بھیجنا، میرے خیال میں ان باتوں پر ہمیں زیادہ سوچنا چاہیئے بجائے اس کے کہ ہم اس پر سوچیں کہ فلاں فرشتہ تھا یا دوسرا کہے کہ نہیں وہ فرشتہ نہیں تھا ۔ ہم اگر ان باتوں پر سوچیں تو میرے خیال میں کوئی بھی یہ نہیں سمجھے گا کہ آخر ان اداروں کے ساتھ اس جمہوریت کے ساتھ اس ملک کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے ۔ پانچ سال میں تین اسمبلیاں تو ابھی ٹوٹی ہیں ۔ پہلے ناظم الدین جو لیاقت علی خان کے دوسرے نمبر پر لوگ سمجھتے تھے ۔ لیاقت علی خان کو شہید کر دیا گیا وہ بھی اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے ایک سازش کے تحت شہید کر دیا گیا اور پھر ایک بےچارہ جو راستے میں جا رہا تھا اور اپنے تحفظ کے لیے پستول اس کے ہاتھ میں تھا اس کو پکڑا گیا کہ یہ تم نے مارا ہے اور اس وقت سے شروع ہو کر آج تک یہ جو سلسلہ چل رہا ہے یہ کسی فرد کے ساتھ نہیں ہو رہا ہے ۔ میں تو کبھی یہ نہیں سوچتا کہ یہ کسی فرد کے ساتھ ہو رہا ہے ۔ میں تو یہ سمجھ رہا ہوں کہ یہ ملک کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور اس زیادتی کو اگر ہم اتفاق سے غلط نہ کہیں ۔

ایک کہے کہ یہ غلط ہوا ہے دوسرا کہے کہ یہ صحیح ہوا ہے تو یہ میرے خیال میں یہ غلط کاری ہمیشہ ہوتی رہے گی۔

ابھی چونکہ مجھ سے تھوڑی دیر پہلے حامد رضا گیلانی صاحب نے تقریر کی اس لیے ان کی بات ذرا مجھے زیادہ یاد ہے اس پر میں بات کروں گا۔ انہوں نے تو یہ کہہ دیا کہ یہ نظام جو ہے یہ نہیں چل رہا اور یہ مہذب دنیا نے اپنایا ہوا ہے تو اگر ہم اس کو اپنائیں تو یہ غلط ہے لیکن انہوں نے اس کے متبادل کوئی نظام نہیں بتایا کہ آخر ہمیں کیا نظام اپنا چاہیئے۔ اس لیے کہ اس ملک میں کوئی نظام ایسا نہیں ہے جو ہم نے نہیں آزمایا۔ ہم نے صدارتی طرز حکومت کو آزمایا۔ وہ ناکام ہو گیا۔ ہمارے ہاں مارشل لاء لگ گئے۔ اس میں عجیب عجیب قسم کے ڈکٹیٹر آ گئے اور انہوں نے اپنی من مانی کے لیے ملک کے ساتھ جو کھیل کھیلے وہ بھی سب کے سامنے ہیں اور اس کی میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا اس لیے کہ سب لوگ اس سے واقف ہیں۔ وہ بھی لوگوں نے آزما لیے کہ فوجیوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا مذاق کیا ہے اور کیا کرتے رہے ہیں۔ مجھے اس سلسلے میں ایک بات یاد آ گئی وہ میں ذکر کروں گا۔ ہمارے سوات میں جب یہ شاہراہ ریشم بن رہی تھی اور چینی وہاں بہت زیادہ آ گئے تھے اور کام کر رہے تھے تو وہاں پر ہمارے ساتھ والوں کو یہ خدشہ ہوا کہ ہو سکتا ہے یہ کمیونسٹ ہیں اور یہ کافر ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی یہ کافر کر دیں۔ تو جلسے جلوس ہوتے رہے روزانہ۔ آخر ایک بہت بڑے جلسے کا اہتمام ہوا۔ اس میں سارے جو لوگ تھے وہ اکٹھے ہو گئے۔ تقریریں ہوتی رہیں۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ ہمیں اسلام آباد تک لانگ مارچ کرنا ہے تاکہ ہم حکومت کو اپنی تشویش سے آگاہ کر سکیں کہ یہ جو لوگ آئے ہوئے ہیں یہ ہمیں غلط کار بنا رہے ہیں۔ اس لیے ان کو نہیں آنا چاہئیے۔ کوئی کہہ رہا تھا پشاور تک لانگ مارچ کرنا چاہیئے۔ تو ان لوگوں میں ایک حافظ حسین احمد جیسا قابل آدمی بیٹھا تھا اس نے کہا بجائے اس کے کہ ہم لانگ مارچ پشاور کی طرف کریں یا ہم لانگ مارچ اسلام آباد کی طرف کریں اور وہاں پر یہ کہیں کہ چینی جو ہیں وہ آ کر ہمارے مذہب کو بگاڑ دیں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ماوزے تنگ کی طرف جائیں' چین کی طرف جائیں اور اسے کہہ دیں کہ خدا کے لیے یہ اپنا نظریہ جو ہے یہ پاکستان میں نہ لائیں۔ اس لیے کہ ہم نے تو سارے نظریے ختم کر دیئے اور کوئی نظریہ یہاں نہیں چل سکتا۔ یہاں تک کہ خدا کا جو نظریہ ہے ہمارے ملک میں اس کی بھی یہ حالت ہے۔ تو آپ اپنے نظریے کو باقی دنیا میں آزمائیں لیکن ہمارے ملک میں اپنے نظریے کو نہ لائیں۔ تو پھر تو وہی بات بن جاتی ہے۔ اگر ہم کہیں کہ یہ

جمہوریت جو ہے یہ ہمارے لیے ٹھیک نہیں ہے ۔ یہ مارشل لا جو ہے یہ ہمارے لیے ٹھیک نہیں ۔ یہ صدارتی طرز حکومت جو ہے یہ ہمارے لیے ٹھیک نہیں ہے تو پھر اس سلسلے میں مجھے دوسری بات بھی یاد آ گئی۔ جب ۸۵ء کے الیکشن ہو گئے اور ہمارے صدر صاحب اس وقت کے جو تھے مرحوم ضیاء الحق صاحب' ان کا خیال یہ تھا کہ آٹھویں ترمیم ہو جائے اور جونیجو صاحب ہماری پارٹی میٹنگ کراتے تھے۔ بہت زیادہ اور اس میں چونکہ وہ اس قسم کا آدمی تھا کہ وہ ہر ایک فیصلہ اتفاق رائے سے کرنا چاہتا تھا اگرچہ اپوزیشن میں کوئی آٹھ دس ہوتے تھے تو پھر بھی ان کی رائے جو تھی وہ شامل کر لیتے تھے۔ میٹنگز ہوتی رہیں اور کئی دن اس میں لگ گئے ۔ آخر ایک دفعہ ہم وہاں ایوان صدر چلے گئے اور وہاں پر صدر صاحب بھی بیٹھے تھے اور ہم سارے ایم این ایز جو تھے وہ بھی بیٹھے تھے تو تقریریں ہوتی رہیں ۔ ان تقریروں کے درمیان ہمارے ایک ہیں نثار محمد خان گل آباد کے ۔تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے تقریر شروع کی کیونکہ وہ یہاں پر آٹھویں ترمیم کے بہت حق میں بولتے تھے اور کہتے تھے کہ صدر صاحب جب چاہتے ہیں آٹھویں ترمیم تو ان کی مرضی سے کرا دیں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ وہاں پر بھی انہوں نے اس کے حق میں تقریر شروع کی کہ آٹھویں ترمیم ضروری ہے تو وہ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہیں ' ہم یورپین بھی نہیں ہیں اور ہم امریکن بھی نہیں ہیں ۔ ہم تو مسلمان لوگ ہیں ' آئین کی کیا حیثیت ہے ہمارے ملک میں ۔ آئین بھی کوئی چیز ہے ۔ آئین کو کیا اہمیت آپ دیتے ہیں ۔میں مثال دیتا ہوں آئین کی ۔ وہ شخص جس نے آئین بنایا تھا کہ جس نے مارشل لاء لگایا اس کو پھانسی پر چڑہایا جائے گا ۔ جس شخص نے حکومت توڑ دی اس کو پھانسی پر چڑھایا جائے گا ۔ جس نے آئین بنایا تھا وہ پھانسی پر چڑھایا گیا ۔ جنہوں نے وہ دو چیزیں اپنائیں وہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ جو صدر صاحب کہتے ہیں وہی آپ کریں ۔ آپ کیوں آئین کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ۔ آئین ہے' کیا چیز ہے۔ پھر تو یہی بات میرے خیال میں اگر ہم ان چیزوں پر طائرانہ نظر دوڑائیں اور یہ کہیں کہ یہ بھی ناکام' وہ بھی ناکام' یہ بھی ناکام اور یہ اچھا ہوا کہ انہوں نے اسمبلیاں توڑ دیں وہ اچھا کہ اس نے اسمبلی توڑ دی ۔ کبھی ایک کو برا بھلا ہم کہتے ہیں ' کبھی دوسرے کو ۔ پھر میرے ذہن میں تو کوئی بات نہیں آتی کہ آخر ہم اپنی زندگی کس نظام کے تحت گزاریں گے ۔ پھر تو مطلب یہ ہوا کہ ایک بادشاہ ہمارے لیے ہونا چاہیئے جس کی دو سو بیویاں ہوں اور ہزار بچے ہوں اور وہ ہم پر حکمرانی کرے اور ہم ان کے غلام بن جائیں ۔ اس کے علاوہ تو اور کوئی نظام میرے ذہن میں نہیں آتا ۔

ایک بدقسمتی ہمارے ملک میں سیاستدانوں کے ساتھ جو ہو رہی ہے وہ یہ ہو رہی ہے کہ چونکہ ابتداء سے کوئی اس قسم کی منظم پارٹی نہیں بنی جو اس ملک کو صحیح سیاست اور صحیح قیادت دے سکے ۔ اگرچہ ہر پارٹی میں بہت سے مخلص اور بہت سے ایماندار اور دیانتدار آدمی ہیں لیکن تعداد کے لحاظ سے ان کے اور جو ہیں خوشامدی اور چاپلوس وہ بہت زیادہ ہو جاتے ہیں ۔ جیسے مسلم لیگ کی مثال میں آپ کو دوں گا ۔ ہمارے مسلم لیگ ' سرحد کی بات میں کروں گا ' باقی پنجاب وغیرہ کی نہ ۔ اتنے مخلص اور دیانتدار آدمی ہیں جیسے فدا محمد خان ہے ' محمد علی خان ہے' جیسے بہرہ ور سعید ہے لیکن ان بیچاروں نے کیا کیا ' یہ بھی بہاؤ میں بہہ جاتے ہیں ۔ جس مارشل لاء کی حکومت آ جاتی ہے تو ہم اکثریت والے مسلم لیگ کہتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے ۔ تو یہ بیچارے بھی بے بس ہو جاتے ہیں ۔ اس طرح سے کسی جگہ پر منظم پارٹی اس ملک میں نہیں بن سکی ۔ جس طرح کہ ہندوستان میں ساری کی ساری پارٹیاں جو ہیں --- ابھی حامد رضا گیلانی صاحب نے کہا کہ ہم ہندوستان کی نقل بھی نہیں کر سکتے ۔ اگر ان کی باتیں کرتے ہیں ۔ یورپی ممالک کی (بات) تو پھر بھی سمجھ میں آ جاتی کہ آٹھ سو سال اور چھ سو سال کی جمہوریتیں ہیں لیکن وہ تو ہمارے ساتھ آزاد ہو گئے ان کی بات ہمیں کیوں نہیں سمجھ آتی کہ وہ .... ۔ تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہاں پر سیاسی پارٹیاں جو ہیں وہ صحیح منظم نہیں ہوئیں اور وہ بھی وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں ۔ کوئی ادہر جاتا ہے ' کوئی ادہر جاتا ہے ۔ یہ زیادتی جو ہمارے ساتھ ہوتی ہے وہ اسی وجہ سے ہوتی ہے اور اس سے جو اسٹیبلشمنٹ کو فائدہ ہوتا ہے ' اس کو یہ فائدہ ملتا ہے کہ وہ صرف کئی سالوں سے خود حکومت کراتی ہے ۔ جب ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ تھک گئے ہوں گے ' لوگ اکتا گئے ہوں گے تو وہ ایک اور طریقہ نکال لیتے ہیں اور وہ dummy politicians جو ہیں حکومت ان کے حوالے کر دیتے ہیں اور by proxy حکومت جو ہے وہ اسٹیبلشمنٹ والے چلاتے ہیں ۔ یہاں پر جو ہم بیٹھتے ہیں ہم ان کے puppet ہوتے ہیں ۔ اگر ہم میں سے تھوڑے سال' دو سال تین سال کے بعد وہ dummy politicians اصل میں pliticians بننے کی کوشش کرے اور وہ یہ سوچے کہ یہ اختیارات جو ہیں یہ لوگوں کو دینے چاہئیں اور اداروں کو اختیارات دینے چاہئیں اور اپنی طرف سے کوئی ایسی باتیں کریں جو جمہوریت کے مفاد میں ہو تو پھر اسٹیبلشمنٹ والے اس آدمی کے لیے تیار نہیں ہوتے ۔ اس لیے کہ وہ بھی ان کی پیداوار ہوتا ہے ۔ ہماری ساری سیاست میں آپ دیکھیں کوئی بھی پارٹی والا ایسا نہیں آیا ' سارے وہ اسٹیبلشمنٹ کے آدمی آئے ہوئے ہیں ۵۴ سال سے ۔ تو پھر ان

کو وہ کہتے ہیں کہ اچھا یہ جرات تم نے کیسے کی کہ میں آئین میں یہ فلاں ترمیم کروں گا ۔ دسمبر اور جنوری میں میں انگلینڈ میں تھا تو وہاں پر ایک عام ممبر نے یہ بل پیش کیا ہوا تھا کہ یہاں پر بادشاہت جو ہے یہ ختم ہونی چاہیئے ۔ اس لیے کہ بادشاہت کی ضرورت کیا ہے ۔ ان پر اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں ۔ کسی نے نہیں کہا کہ تم نے یہ جرات کیوں کی تم نے یہ بل کیوں پیش کیا ۔ یہاں پر اگر وزیر اعظم بھی یہ جرات کریں کہ فلاں ترمیم جو ہے وہ ضروری ہے تو پھر وہ بیچارہ معافی بھی مانگے تو کہیں **نہیں** جرات کیوں کی ہے ؟ آخر تمہاری یہ جرات کیسے ہوئی؟ تو جو ہماری بنیادی خرابی ہے وہ یہی ہے کہ ابھی dummy politicians سے نکل کر صحیح politicians پر ہم نہیں آسکے ہیں اور پارٹیوں کو بھی صحیح طریقے سے منظم نہ کر سکے ۔

اس کے علاوہ ہماری بدقسمتی یہ بھی ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگ اپنے فیصلے خود کریں یا جمہوریت کے ذریعے کریں یا باہر کریں ۔ یہاں پر محلاتی سازشیں ہوتی رہتی ہیں ۔ پچھلے دو تین مہینوں سے سب سن رہے تھے ۔ سب دیکھ رہے تھے کہ وہی لوگ جو شکست خوردہ تھے ، جو بدنام ترین تھے جو اپنی یونین کونسل میں جیت نہیں سکتے تھے وہ یہاں آرام سے بیٹھ کر سازشیں کرتے رہے اور سازشوں کے نتیجے میں حکومتیں بدلتی رہتی ہیں اور مفاد جو ہے وہ ان کا ہوتا ہے ۔ فائدہ ان کا ہوتا ہے اور جیسے میرے بھائی نے کہا ۔ نقصان جو ہے وہ صرف قوم کا ہو جاتا ہے تو یہ طریقہ جو ہمارا ہے کہ چند لوگ یہاں پر آ کر اسلام آباد میں سازشوں کے ذریعے حکومتوں کو تبدیل کرنے اور پھر اسی سازش کی وجہ سے وہ کہیں کہ ابھی ہمیں فلاں منسٹری دیں ، فلاں منسٹری اچھی ہے ، منسٹریوں پر بھی وہ آ جائیں جن کی شکل کو لوگ دیکھنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتے ۔ اس قسم کے لوگ آ کر بیٹھ جائیں اور پھر ان کے اوپر یہ تماشا بھی بن جاتا ہے کہ میں جب دیکھتا ہوں تو یہ ہر ایک کے آگے پیچھے ، یہ غلط طریقہ ہے ۔ پہلے بھی تھا کہ ایک منسٹر کے ساتھ کیا ضرورت ہے ، منسٹر بھی ہمارے جیسا ہوتا ہے ، ہمارا بھائی ہوتا ہے۔ اس کے لیے کیا ضرورت ہے کہ گارڈ ایک آگے اور ایک پیچھے اور سائرن بجاتے ہیں اور لوگوں کو ہٹاتے رہیں اور گالیاں دیتے رہیں کہ راستہ چھوڑو۔ راستہ چھوڑو۔ لیکن ابھی جو میں دیکھ رہا ہوں کوئی پندرہ بیس دن سے تو جو بھی منسٹر صاحب جاتے ہیں ان کے آگے پیچھے موٹریں بھی ہوتی ہیں اور سائرن بھی بجتے ہیں ۔ اس دن میں راستے میں آ رہا تھا تو ۲۰ منٹ کے لیے ٹریفک روکی گئی تھی تو ایک آدمی نے میری موٹر کے آگے سینیٹر کا نمبر دیکھا ۔ اس نے نیچے اتر کر مجھے کہا کہ آپ سینیٹ میں کم از کم یہ سوال تو اٹھا دیں کہ

یہ ہمارے ملک کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ۔ باہر کے ممالک میں پرائم منسٹر جاتے ہیں ' پریذیڈنٹ جاتے ہیں۔ جب لائٹ سرخ ہو جاتی ہے تو وہ رک جاتے ہیں ۔ لیکن یہاں پر بیس منٹ سے ہم کھڑے ہیں' کہتے ہیں کہ ایک بڑا آدمی اس راستے سے گزر رہا ہے ۔ تو یہی لوگ جو ہیں یہ اپنے مفاد کی خاطر۔ ہماری بدقسمتی بھی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو سیاست ابھی تک ہو رہی ہے وہ صرف ذاتی مفاد کے لینے ہوتی رہی ہے ۔ لیکن فرق پہلے یہ تھا کہ پہلے جو لوگ سیاست لڑتے تھے ' جیسے ہمارے لوگ کہتے تھے کہ وہ فیوڈل لارڈز ہوتے تھے تو فیوڈل لارڈز میں یہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے نشے کے لیے ' اپنی شان و شوکت کے لیے جاہ و جلال کے لیے الیکشن لڑتے تھے اور سیاست میں آ جاتے تھے اور ممبر بن کر بیٹھ جاتے تھے ۔ ان کی پیسوں کی خواہش نہیں ہوتی تھی ۔ یہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اتنی خواہش ان کی نہیں ہوتی تھی ۔ اس لیے کہ آپ کسی کا نام مجھے لے کر بتا دیں کہ فلاں جو تھا وہ کتنی جلدی کروڑ پتی بن گیا ۔ اس وقت سے ہماری سیاست ترقی کرتے کرتے پیسوں پر آ گئی ۔ اب یہ ہارس ٹریڈنگ' میول ٹریڈنگ' ڈنکی ٹریڈنگ یہ شروع ہو گئی ۔ کبھی لاکھوں کے حساب سے بک جاتے تھے ' اب کروڑوں کے حساب سے بکنے شروع ہو گئے ہیں ۔ اسی حساب سے پھر کمانے کا طریقہ بھی وہی ہو گیا ہے اور جو بڑے بڑے لوگ ہم دیکھ رہے ہیں وہ سارے وہی لوگ آ رہے ہیں ۔ پہلے جو کہتے ہیں کہ فیوڈل لارڈز' تو فیوڈل لارڈز بیچارے ' میرے خیال میں ان میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہو گا جس کے پاس اس قسم کی سہولتیں ہوں ۔ جو آج کل کے ایک سال میں یا دو سال میں ...۔ میں اپنی خود مثال دیتا ہوں ۔ میں ۱۹۵۶ء سے ممبر آ رہا ہوں ۔ مجھے کسی نے وزیر نہیں بنایا ۔ اس لیے نہیں بنایا کہ میں کسی کی چاپلوسی اور خوشامد نہیں کرتا ۔ ابھی تک میں ممبر آ رہا ہوں ۔ لیکن کوئی آدمی یہاں سے جا کر میری جائیداد کا اندازہ لگا لے ۔ اگر ۱۹۴۷ء سے لے کر میں نے آج تک کوئی ایک انچ زمین لی ہو یا کوئی چیز لی ہو تو وہ سرکاری ہو جائے ۔ ماسوائے اسلام آباد میں ایک کوٹھی کے جو میں نے جائیداد بیچ کر لی ہے ۔ میں نہیں کہتا کہ میری جو وہاں زمین تھی اس سے آمدنی نکال کر میں نے یہ کوٹھی لی ہے ۔ میں نے زمین بیچ کر یہاں پر کوٹھی لی ہے ۔ لیکن آج کل ہم دیکھ رہے ہیں دو سال میں ممبر ہو جاتے ہیں اور دو سال کے بعد جب وہ کہتے ہیں کہ گوشوارے داخل کریں تو وہ کہتے ہیں کہ میرے پانچ کروڑ ہو گئے ہیں ۔ پتہ نہیں یہ پانچ کروڑ کیسے آ جاتے ہیں ۔ تنخواہ تو ہمیں تین ہزار ملتی ہے ۔ جس میں گزارہ ہمارا نہیں ہوتا ۔ پھر کہتا ہے میرے اسی کروڑ بن گئے ۔ ایک آدمی ہوتا جس کو پانچ سال پہلے لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ بیچارہ ادھر ادھر پھرتا

رہتا ہے۔ پانچ سال کے بعد اگر دیکھیں تو اس کی پانچ کوٹھیاں ہوتی ہیں۔ پتہ نہیں ہے پانچ کوٹھیاں کہاں سے آ جاتی ہیں۔ اگر ہماری سیاست اس موڑ پر چلے ' اس طریقے سے چلے تو مجھے تو پتہ نہیں کہ آخر ہمارا حشر کیا ہو گا۔

آخر میں میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ جو مذاق اور جو کھیل ہمارے ملک کے ساتھ ہو رہا ہے آخر اس کا کوئی خاتمہ ہونا چاہیئے ' اس کا کوئی تدارک ہونا چاہیئے۔ اس کے لیے ہمارے بھائی جو بھی سوچیں وہ صحیح طریقے سے سوچیں اور اس پر کوئی عمل کریں۔ محمد علی خان کی بات یاد آ گئی۔ انہوں نے جو اپنی تقریر میں کہا تھا میرے خیال میں میرے چند ایک ساتھی جو ہیں وہ غلط سمجھ رہے ہیں اور خاص کر عبداللہ شاہ صاحب جن کی میں بیحد عزت کرتا تھا اس لئے کہ وہ بہت سنجیدہ قسم کے اور صحیح قسم کے آدمی ہیں۔ انہوں نے کبھی کہا تھا ان کا اشارہ کسی شخص کی طرف نہیں تھا کہ ابھی جو لوگ برسراقتدار آئے ہوئے ہیں یا حکومتی پارٹی ہے وہ ملک کے ساتھ کوئی غداری کرے گا۔ ان کا صرف اشارہ تھا کہ ہم یہودیوں اور ہندوؤں اور امریکنز کے ہاتھوں میں کیوں کھیل رہے ہیں۔ اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ ہمیں ان کے کھیل سے باخبر ہونا چاہیئے۔ ان کا مطلب صرف ان کی طرف اشارہ تھا کہ یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ بنگال میں یہ کھیل کھیلا گیا ابھی سندھ میں جو مختلف قسم کی دھڑے بندیاں ہوئی ہیں کہ یہ مہاجر ہے ' یہ سندھی ہے۔ یہ سندھی اور مہاجر تو کئی سالوں سے تھے۔ تو آج کیا سوال ان میں پیدا ہو گیا ہے۔ بلوچستان میں جو پختونوں اور بلوچوں کا سلسلہ کھڑا کر دیا ہے وہ بھی سینکڑوں سالوں سے ہے۔ ہمارے فرنٹیئر میں اس قسم کے مسائل ہیں۔ یہ جو مسائل کھڑے ہوتے ہیں ان کا اشارہ صرف اس کی طرف تھا کہ ایسے مسائل جو باہر کے ہمارے دشمن ہیں کھڑے کر کے ہمیں تباہ و برباد کرتے ہیں۔ ہمیں اس طریقے سے تباہ و برباد کریں گے کہ ہمیں اپنے ساتھ نہیں ملائیں گے بلکہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اس طریقے سے ایسے حصے بخرے ہو جائیں گے کہ پھر اس ملک کا نام و نشان تک کہیں نہیں رہے گا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ بہت بہت شکریہ۔ کوئی اور ممبر صاحب ہیں جو آج بولنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں اب صرف تین سپیکر رہ گئے ہیں جنھوں نے بولنا ہے۔ ایک ہیں بہرہ ور سعید صاحب' اگر بولنا چاہیں (وقفہ) آج نہیں ' کل۔ برکات صاحب آپ کل بولیں گے؟ اور جتوئی صاحب؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کل تین سپیکر بول لیں تو اس کے بعد حکومت کی جانب سے مولانا

صاحب ہیں اور ملک قاسم صاحب بولنا چاہیں گے تو میرے خیال میں اگر کل آپ کی تقاریر ہو جائیں تو اس کے بعد اتوار کو تو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو گا تو سوموار کو انشاء اللہ اس ڈیبیٹ کو ہم ختم کر سکتے ہیں ۔ٹھیک ہے جی ۔ تو مولانا صاحب آپ کب بولنا چاہیں گے ۔

مولانا کوثر نیازی۔ جی میں کل بولنا چاہوں گا ۔

جناب چیئرمین۔ کل بولنا چاہیں گے ؟

مولانا کوثر نیازی۔ میں دورے پر حیدر آباد سندھ وغیرہ جا رہا ہوں ۔ تو کل ہی بولوں گا۔

جناب چیئرمین۔ بہرہ ور سعید صاحب آپ کتنا وقت لیں گے ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جتنا میرے دوست اقبال حیدر نے لیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ تو اقبال حیدر صاحب سے پوچھ لیتے ہیں ۔ اقبال حیدر صاحب یہ کہتے ہیں مجھے اتنا وقت دیا جائے جتنا اقبال حیدر کو دیا ہے ۔ تو یہ تو ممکن نہیں ہو سکتا ۔

سید اقبال حیدر ۔ آپ یہ کہہ دیں کہ جتنا وقت مجھے دیا ہے اتنا ے لیں ۔ یہ بول نہیں پائیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ تو کوشش کریں چونکہ کل مولانا صاحب بھی اور اعجاز جتوئی صاحب بھی کچھ وقت لیں گے۔ عام آدھ گھنٹہ ہوتا ہے آپ پینتالیس منٹ لے لیں ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ میں جناب اقبال حیدر صاحب جتنا وقت لوں گا ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں اقبال حیدر صاحب والی بات منفرد ہے ۔ وہ تو ہو گئی ایک دفعہ ۔ روز نہیں ہوتی ۔ کل اتنے وہ جوش میں تھے کہ ہم نے روکنا مناسب نہیں سمجھا ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ نہیں میں اتنا وقت نہیں لوں لگا ۔ کوشش کروں گا ' ان کو سامنے رکھ کر بولوں ۔

جناب چیئرمین۔ تو کل پھر کوشش کی جائے کہ آپ کی تقریر ہو جائے ۔ برکات شاہ صاحب تو بڑے to the point بات کرتے ہیں ۔ تو جتوئی صاحب کی ہو جائے ۔ پھر مولانا صاحب کی ہو جائے ۔ اس کے بعدسوموار کو ہم وائنڈ اپ کر دیں گے ۔ اس کے بعد کیا ارادہ ہے ۔

جاری رکھنا ہے یا اس کے بعد آپ چاہیں گے کہ ۔۔

سید اقبال حیدر ۔ prorogue کر دیں جی ۔

جناب چیئرمین ۔ حافظ صاحب آپ کی رائے بھی اس میں شامل ہے ۔ سوموار تک اس ڈیبیٹ سے فارغ ہو جائیں ۔ تو پھر اس کو prorogue کر دیا جائے ۔

حافظ حسین احمد ۔ میرے خیال میں یہاں فیصلہ کرنے کے بجائے آپ کے چیمبر میں ہو جائے تو بہتر ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ اچھا ہے ناں زیادہ نہ ہوں تو آسانی سے فیصلہ ہو جاتا ہے ۔ یہ بھی ایک مصلحت ہوتی ہے تو آج پھر یہی کرتے ہیں کہ آج اگر کوئی اور نہیں بولنا چاہ رہا تو اس کو adjourn کر دیتے ہیں ۔ ٹھیک ہے جی ۔

So, the House is adjourned to meet again tomorrow at 10.00 AM.

[The House then adjourned to meet agian at 10,O,clock on Thursday, May 13,1993]

PCPPI—579(96) Senate—26-3-96—180.